عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان
ماہنامہ
لولاک
ملتان
دسمبر ۲۰۰۰ء
رمضان المبارک ۱۴۲۱ھ
شمارہ ۹ ◇ جلد ۳۷/۴

قدرت کا انتقام، واقعہ کالروالا کے پس پردہ عوامل

قادیانیوں کی شرانگیزی اور پس پردہ محرکات

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ آسمان پر اٹھائے جانے کے دلائل

خطبات وارشادات حضرت جالندھری

رمضان المبارک اور قرآن

محسن انسانیت اور قادیانی

آہ مولانا محمد امین اوکاڑوی، مولانا محمد لقمان علی پوری

بانی: مجاہد ختم نبوت، حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

شمارہ نمبر 9   جلد نمبر 37/4

قیمت فی شمارہ ——— ۱۰

سالانہ ——— ۱۰۰

بیرون ملک

۱۰۰۰ روپے پاکستانی

زیر سرپرستی

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد مدظلہ

پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینی مدظلہ

نگران اعلیٰ

حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

چیف ایڈیٹر

صاحبزادہ طارق محمود

سب ایڈیٹر

حافظ احمد عثمان شاہد ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

رانا محمد طفیل جاوید

کاتب

قاری محمد حفیظ اللہ

بیاد

- امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
- مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
- مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ
- مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
- حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
- فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
- شیخ الحدیث مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
- شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ
- حضرت مولانا عبدالرحمٰن میانویؒ
- حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
- حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
- حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ

مجلس منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی	مولانا صاحبزادہ عزیز احمد
مولانا مفتی جمیل خاں	مولانا بشیر احمد
مولانا محمد اکرم طوفانی	حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا خدا بخش شجاع آبادی	مولانا محمد اسماعیل شجاعبادی
مولانا مفتی حفیظ الرحمٰن	مولانا احمد بخش
مولانا محمد نذیر عثمانی	مولانا غلام حسین
مولانا فقیر اللہ اختر	چوہدری محمد اقبال
مولانا قاضی احسان احمد	مولانا غلام مصطفیٰ
مولانا محمد طیب فاروقی	مولانا محمد قاسم رحمانی

رابطہ، دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ حضوری باغ روڈ ملتان، پاکستان

ناشر، صاحبزادہ طارق محمود۔ مطبع تشکیل پرنٹرز ملتان

مقام اشاعت، جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ، ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس شمارے میں

قدرت کا انتقام	اداریہ	3
حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی کا سانحہ ارتحال	ادارہ	7
حضرت مولانا محمد لقمان علی پوری کا سانحہ ارتحال	ادارہ	9
قادیانیوں کی شرانگیزی اور اس کے محرکات	صاحبزادہ طارق محمود	13
ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ	قاضی سلیمان منصورپوری	20
ملفوظات وارشادات حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ	سید شمشاد حسین شاہ	30
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کے دلائل	مولانا مفتی عاشق الٰہی	36
جنگ بدر پر ایک نظر	عبدالقدیر	42
محسن انسانیت اور قادیانی	ادارہ	47
معراج میں تردید مرزائیت	مولانا بشیر احمد قاسمی	50
رمضان المبارک اور قرآن شریف	مولانا ابوالکلام آزادؒ	56
جماعتی سرگرمیاں!	ادارہ	62
دینی معلومات	مولانا محمد طیب فاروقی	64

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اداریہ

قدرت کا انتقام

واقعہ قلعہ کالروالا کے پس پردہ عوامل

29 اکتوبر کی صبح تھانہ قلعہ کالروالا ناروول کے قریبی گاؤں کھٹیالیاں میں واقع قادیانی عبادت گاہ میں چار نامعلوم مسلح افراد کے اندھادھند فائرنگ کے نتیجہ میں 5 افراد ہلاک اور 16 افراد زخمی ہو گئے۔ چیف ایگزیکٹو جنرل پرویز مشرف اور گورنر پنجاب (ر) محمد صفدر نے ملزموں کی فوری گرفتاری کا حکم دیا ہے۔ واقعہ کی اطلاع ملتے ہی آئی جی پنجاب ملک آصف موقع پر پہنچ گئے اور انہوں نے جائے وقوعہ کا معائنہ کیا۔ اخباری اطلاعات کے مطابق زخمی ہونے والوں نے بتایا کہ گاؤں میں کوئی مذہبی کشیدگی نہ تھی اور نہ ہی ایسے واقعہ کا امکان تھا۔ ایک اخباری خبر کے مطابق مقامی انتظامیہ نے قلعہ کالروالا میں منعقد ہونے والی ختم نبوت کانفرنس پر پابندی عائد کر دی ہے۔ اس کانفرنس سے مولانا علی شیر حیدری، مولانا اللہ وسایا کے علاوہ دیگر علماء خطاب کرنے والے تھے۔

قلعہ کالروالا کے سانحہ کے بعد قادیانی جماعت کی طرف سے ایک پریس ریلز جاری کیا گیا جس میں اس واقعہ کی تمام تر ذمہ داری مخالف علماء پر ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے کہ یہ سب کچھ علماء کی پیدا کردہ نفرت کا نتیجہ ہے اور یہ کہ قادیانیوں کو ملک میں کوئی تحفظ حاصل نہیں۔ بیرون ملک میڈیا پر قادیانی جماعت یہی پراپیگنڈہ کرنے میں مصروف ہے کہ پاکستان میں قادیانی اقلیت کے بنیادی حقوق پامال کئے جا رہے ہیں اور انہیں شہری آزادی حاصل نہیں۔ جہاں تک دہشت گردی کے حالیہ واقعہ کا تعلق ہے کوئی شخص چاہے وہ قادیانیت کا کتنا ہی بڑا مخالف ہے اس واقعہ کی مزمت اور اس پر اظہار نفرت کئے بغیر نہیں رہ کر سکتا۔ دہشت گردی کسی کے خلاف ہو قابل مذمت ہے۔ وطن عزیز ایک مدت سے

دہشت گردی، تخریب کاری کی لپیٹ میں آیا ہوا ہے۔ مذہبی دہشت گردی کے حوالہ سے سنیوں اور اہل تشیع کے افراد اور ان کی عبادت گاہوں کو نشانہ بنایا گیا۔ یہ پہلا موقع ہے کہ کسی قادیانی عبادت گاہ کو دہشت گردی کا نشانہ بنایا گیا۔ ورنہ آج تک کسی قادیانی کی نکسیر تک نہیں پھوٹی۔ غیر مسلم ہونے کے باوجود ان کی عبادت گاہوں کی شکلیں مسلمانوں کی مساجد کے مشابہ ہیں۔ جنہیں انہوں نے ''بیت الحمد'' کے نام سے موسوم کر رکھا ہے۔ شعائر اسلامی کی تضحیک، امتناع قادیانیت آرڈیننس کی کھلی خلاف ورزی اور اس کے نتیجہ میں مسلمانوں کے دینی جذبات کو مجروح کرنے کے باوجود قادیانیوں کی عبادت گاہیں محفوظ ہیں۔ اس صورت میں ''جماعت احمدیہ'' کا جاری کردہ پریس ریلز شر انگیزی پر مبنی ہے کہ حالیہ واقعہ مخالف قادیانی علماء کی نفرت کا نتیجہ ہے۔ علمائے کرام تو سو برس سے اس فتنہ کے خلاف سرگرم عمل ہیں۔ اب تو قادیانیت کے احتساب کے ضمن میں اندرون وبیرون ملک بعض دوسری جماعتیں اور مسالک بھی متحرک ہیں۔ علماء کی پیدا کردہ نفرت اور مزاحمت و مخالفت ہمیشہ اسلامی حدود کے اندر رہی ہے۔ ورنہ قادیانیوں کے خلاف دہشت گردی کے واقعات کا اعادہ بہت پہلے ہو جانا چاہئے تھا لیکن علماء اور انٹی قادیانی جماعتوں نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے کے لئے ہمیشہ اپنی جدوجہد کا راستہ اختیار کئے رکھا ہے۔ قادیانیت کے خلاف سب سے زیادہ کامیابیاں عدالتی محاذ پر ہوئی ہیں۔ لوئر کورٹس سے لے کر ہائی کورٹ، سپریم کورٹ اور وفاقی شرعی عدالت تک سبھی نے قادیانیت کے کفر پر مہر تصدیق ثبت کی۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ علماء کی نفرت سے یکایک دہشت گردی کا حالیہ واقعہ کیونکر رونما ہو سکتا ہے؟ یہ واقعہ کسی گہری سازش کی غمازی کرتا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ظاہری اور پس پردہ عوامل پر غور کیا جائے۔

سابق وزیراعظم معین قریشی خیر سے آج کل پاکستان کے دورے پر ہیں۔ ان کی آمد کے اسرار ورموز پر اخبارات حاشیہ آرائی کر رہے ہیں۔ موصوف نے دوبارہ وزیراعظم بننے کے لئے جو پانچ شرائط پیش کی ہیں ان میں ایک شرط قادیانیوں کو کافر قرار دینے کی آئینی ترمیم ختم کر کے ان کی سابقہ حیثیت کی بحالی بھی ہے۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ معین قریشی کو وزیراعظم بننے کی پیشکش کس نے کی ہے؟ جو وہ ایسی شرائط پیش کر رہے ہیں۔ ان کی شرائط دینی غیرت ملی حمیت کے علاوہ وطن عزیز کی وحدت، سلامتی،

دفاع اور استحکام کے منافی ہیں۔ ماضی میں پاکستان کو ملنے والی امریکی امداد بھی قادیانیوں کے تحفظ اور ان کے شہری حقوق کے حوالے سے مشروط رہی ہے۔ کونسی طاقتیں قادیانیوں کی پشت پناہی کر رہی ہیں۔ آخر انہیں باقی اقلیتوں کے برعکس قادیانی اقلیت سے زیادہ دلچسپی ہی کیوں ہے؟ یہ دنیا مفاد کی ہے۔ قادیانیوں کے تحفظ اور ان کے بنیادی حقوق سے متعلق ہماری حکومتوں کو پابند کرنے والے ممالک کے خاص مفادات قادیانیوں سے وابستہ ہیں۔ اس تناظر میں حالیہ واقعہ کے اسباب وعوامل غور طلب ہیں۔ دینی مدارس کو کنٹرول کرنے اور جہادی تنظیموں کا نیٹ ورک توڑنے کی پوری کوششیں کی جارہی ہیں۔ امریکہ کے مخصوص مقاصد کے حصول کی راہ میں یہ دو چیزیں بہت بڑی رکاوٹ ہیں۔ ہمارے دینی مدارس بلاشبہ جذبہ جہاد کی "پروان گاہیں" ہیں۔ مستقبل کے مجاہدین کی مستقل کھیپ یہاں تیار ہوتی ہے۔ اس خدشہ کو کیونکر نظر انداز کیا جاسکتا ہے کہ بعض طاقتیں قادیانیوں کو مظلوم ثابت کرنے کی سازش میں مذہبی انتہاپسندی کے مغربی الزام کی تائید میں ٹھوس شواہد پیدا کرنا چاہتی ہیں۔ یہ اس وقت تک ممکن نہیں جب قادیانیوں یا ان کی عبادت گاہوں کو بطور خاص نشانہ نہ بنایا جائے۔

گذشتہ برس قادیانیوں کے مرکز چناب نگر سابقہ ربوہ میں ان کی مرکزی عبادت گاہ میں بم دھماکہ ہوا تھا۔ جس میں کوئی شخص ہلاک یا زخمی نہیں ہوا تھا۔ اس بم دھماکے کے بارہ میں قادیانیوں کے مرکز میں پایا جانے والا عمومی تاثر یہ تھا کہ یہ بم دھماکہ دوسرے گروپ (مرزا رفیع) کو انڈر پریشر کرنے کے لئے کیا گیا تھا۔ قادیانی جماعت کے دونوں گروپوں کے اختلافات اور ان کی نوعیت اب ڈھکی چھپی نہیں۔ مرزا رفیع گروپ طاہر احمد کی بدعنوانیوں' عیاشیوں اور فضول خرچیوں سے نالاں ہے اور وہ مرزا طاہر کے بمقابل جماعت احمدیہ کی قیادت کے امیدوار ہیں۔ دوسری طرف مرزا طاہر قادیانی جماعت پر اپنی آمریت مسلط کر کے سیاہ وسفید کے مالک بنے بیٹھے ہیں۔ حالیہ دہشت گردی کے واقعہ کو دونوں گروپوں کی باہمی چپقلش اور جماعتی سطح پر حصول اقتدار کی جنگ کا شاخسانہ قرار دیئے جانے کے خدشہ کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ مرزا طاہر قادیانی جماعتی انتخاب کی بازی ہر قیمت پر جیتنا چاہتا ہے۔ حالیہ واقعہ سے وہ دوہرا فائدہ اٹھانے کی کوشش کرے گا۔

(الف)............بین الاقوامی سطح پر مرزا طاہر کو پراپیگنڈہ کرنے اور اسلام دشمن طاقتوں کی

توجہ اور ہمدردیاں حاصل کرنے کا موقع میسر آئے گا۔

(ب)............ اندرون ملک مرزا طاہر اپنے مخالف گروپ کو دباؤ میں رکھ کر اپنے تسلط اور جماعتی اقتدار کو دوام دینے کی کوشش کرے گا۔

اندرون خانہ قادیانی جماعت کے دو واضح گروپوں کی قیادت کی رسہ کشی کے پہلو کو نظر انداز نہیں کیا جانا چاہئے۔ دولت اور اقتدار کے سامنے انسانی خون کی کوئی قیمت نہیں ہوتی۔ قادیانی جماعت کے مرکز چناب نگر سابقہ ربوہ کا ماضی گواہ ہے کہ جماعت احمدیہ سے بغاوت اور قادیانیت سے تائب ہونے والوں کے ساتھ کیا سلوک روا رکھا گیا۔ اس سے انکار ممکن نہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ ایسے باغیوں کو قتل کیا گیا۔ انہیں دریا برد کیا گیا۔

چنگیزیت، بربریت اور سفاکی قادیانی جماعت کا شعار رہا ہے۔ ملک میں دہشت گردی اور بالخصوص مسلم عبادت گاہوں پر فائرنگ کے بارے میں اب تو اس کی تمام تر ذمہ داری قادیانیوں پر ڈالی جاتی ہے۔

اکثر سیاسی، دینی رہنماؤں کی طرف سے الزام لگایا جاتا ہے کہ مسلمانوں کے باہمی تصادم، خون ریزی اور مذہبی دہشت گردی کے پس پردہ قادیانی جماعت کا ہاتھ کار فرما ہے۔ اس الزام کو اس لئے بھی رد نہیں کیا جاسکتا کہ ماضی میں مختلف شہروں میں ہونے والے شیعہ سنی فسادات اور واقعات میں خدام الاحمدیہ کے نوجوانوں کے ملوث ہونے کے ثبوت ملتے ہیں۔ قادیانی جماعت اپنے وسائل اور بے پناہ فنڈز کے لحاظ سے اس قدر مضبوط ہے کہ مذہبی دہشت گردی کے حوالے سے اس کے ملوث ہونے کے امکانات کو اس لئے بھی رد نہیں کیا جاسکتا کہ وہ اس آئینی ترمیم کے خلاف انتقام لینا چاہتی ہے جس میں انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا۔

اخباری اطلاعات کے مطابق پولیس اپنی تفتیش کا دائرہ بڑھا رہی ہے۔ حکومت، انتظامیہ اور پولیس کو ان تمام عوامل اور حقائق کو مد نظر رکھ کر واقعہ کا کھوج لگانا چاہئے۔ قادیانی خاتم الانبیاء محمد عربی ﷺ کے سب سے بڑے گستاخ ہیں۔ حالیہ واقعہ کو قدرت کا انتقام بھی کہا جاسکتا ہے۔

☆......☆......☆

علم و فضل کے پہاڑ

حضرت مولانا محمد امین اوکاڑویؒ

۲ شعبان ۱۴۲۱ مطابق ۳۱ اکتوبر ۲۰۰۰ حضرت مولانا محمد امین اوکاڑوی صاحب دل کا دورہ پڑنے سے انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت مولانا محمد امین اوکاڑویؒ ارائیں برادری سے تعلق رکھتے تھے پاکستان بننے کے بعد اوکاڑہ کے قریب چک میں رہائش اختیار کی۔ حدیث کی تعلیم علاقہ مچھ کے معروف شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالقدیر صاحبؒ سے حاصل کی۔ اوکاڑہ کے سکول میں ملازمت اختیار کی۔ باقی وقت علاقہ میں باطل فرقوں کی تردید میں فی سبیل اللہ تبلیغ اسلام کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ قدرت حق نے آپ کو قوت حافظہ کی نعمت سے وافر حصہ دیا تھا۔ انتہائی سادہ طبیعت کے مالک تھے۔ مزاج میں انکساری تھی۔ طبیعت میں بے حد اعتدال تھا۔ غصہ نام کی کوئی چیز قریب تک سے نہ گذری تھی۔ محبت واخلاص کا پیکر تھے۔ آپ کی ہر دلعزیز شخصیت کے باعث جو آپ سے ملتا پہلی ہی ملاقات میں آپ کا گرویدہ ہو جاتا۔ عرصہ تک سکول میں پڑھایا۔ اور گردونواح کے چکوک ودیہات میں جمعہ اور دیگر مواقع پر بیانات کا سلسلہ جاری رکھا۔ قادیانیوں سے کئی معرکے ہوئے۔ معاملہ پنچائت سے تھانہ اور تھانہ سے عدالت تک پہنچا۔ مگر اس بندہ خدا نے ہر جگہ قادیانیوں کو ٹکنے نہیں دیا۔ سکول کی ملازمت کے دوران میں آپ نے عیسایئت 'قادیانیت' رفض وبدعت کے خلاف بھرپور تیاری کی۔ ان کی تمام کتب مہیا کی۔ اور یوں علاقہ بھر میں آپ نے مبلغ اور مناظر اسلام کے حوالہ سے شہرت پائی۔ طبیعت میں اخلاص تھا۔ ہر وقت اس خیال سے متفکر رہنے لگے۔ کہ کہیں سرکاری ملازمت سے جان چھوٹ جائے۔ تو کسی دینی ادارہ میں بیٹھ کر دعوت واصلاح تعلیم و تعلم کا کام کرنا چاہیئے۔

ہمارے ملک کے اہل حدیث حضرات شب وروز سب سے بڑا کام حنفیت کی تردید سمجھ کر منظم طریقہ پر لگے ہوئے ہیں۔ یہ صورت حال مولانا کے لئے ناقابل برداشت تھی۔ آپ نے احادیث نبویہ کے حوالہ سے شب وروز ایک کر کے فقہ حنفی کے تمام مسائل کا ماخذ جمع کیا۔ پھر غیر مقلدین حضرات کے وہ تمام مسائل جو حدیث کے خلاف ہیں۔ جمع کر کے ملک بھر میں غیر مقلدین حضرات کے سر ہو

گئے۔جہاں تشریف لے گئے ایک فضا قائم کردی۔ غیر مقلدین حضرات کو اپنے مسائل احادیث سے ثابت کرنے دشوار ہوگئے۔ تو وہ چکرا گئے۔

کراچی سے خیبر تک آپ نے مدارس کا دورہ کیا۔اہل علم نے آپ کے علم کی بہاروں سے رونق حاصل کی۔ سب سے پہلے حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ نے جامعۃ العلوم الاسلامیہ کراچی میں آپ کو تخصص کرانے کے لیے پیشکش کی۔ کراچی کی گہما گہمی مدارس معتدبہ تعداد نے آپ کے کراچی قیام سے فائدہ اٹھایا۔ آپ نے بیسیوں علماء کی جماعت تیار کی۔ جو فرق باطلہ کے خلاف حق کی تلوار ثابت ہوئے۔

کراچی کا موسم آپ کی طبیعت کے موافق نہ آیا۔ آپ ملتان تشریف لائے۔ خیر المدارس نے آپ کے لیے دیدہ دل فرش راہ کیا۔ یہاں آپ نے متواتر کئی سال دعوت وارشاد کی مسند کو رونق بخشی اور بلا شبہ بہت بڑی تعداد میں علماء کرام کی جماعت تیار کردی۔ جو مناظرہ کے فن میں اپنی مثال آپ ہیں۔ اس دوران میں ملک بھر کے تمام مدارس کے دینی اجتماعات اور دیگر جلسوں میں آپ کے وعظ و تبلیغ کا سلسلہ جاری رہا یہ قدرت کے کرم کے فیصلے ہیں۔ کہ ایک مختصر مدت میں کراچی سے خیبر ‘منوڑہ سے اکوڑہ ‘اور قلات سے سوات تک آپ کا نام گونجنے لگا۔ کسی بھی موضوع پر آپ مسلسل گھنٹوں گفتگو کرتے اور بے تکان کرتے۔ اس دور میں آپ نے مناظرہ کی دنیا میں وہ کامیابیاں حاصل کیں۔ جو تاریخ کا حصہ ہیں۔ لیکن ان کی خوبی تھی کہ طبیعت میں اعتدال تھا۔ کہیں کسی بھی مسئلہ میں افراط و تفریط کا شکار نہیں ہوئے۔ خود رائی سے مجتنب رہے۔ ہمیشہ اسلاف کے نظریات کی ترویج واشاعت میں مصروف رہے۔ اکابر کے دامن کو نہیں چھوڑا۔ مناظرہ میں کبھی کسی بھی فریق کی زیادتی و تلخ نوائی سے غصہ نہیں ہوئے۔ بلکہ خندہ پیشانی سے اپنے موقف کو فریق مخالف سے منوایا۔ یا اسے راہ فرار اور پسپائی پر مجبور کردیا۔

غرض آپ کے وجود سے اللہ رب العزت نے وہ کام لیا۔ جو ایک مستقبل ادارہ کے کرنے کا تھا۔ اور پھر قدرت کی کرم فرمائی دیکھئے کہ بیک وقت تمام بے دین وبددین فتنوں کے خلاف آپ کی تیاری تھی۔ عثمانی‘ جماعت المسلمین ‘مماتی ‘اسدی ‘پتہ نہیں کون کون سے فتنہ کو آپ نے کہاں کہاں نکیل ڈالی۔ آپ کا وجود پاکستان میں دفاع اسلام کی علامت بن گیا تھا۔ کفر وبدعت آپ کے نام کی ہیبت سے لرزہ براندام تھے۔ آپ نے افریقہ و عرب تک کلمہ حق بلند کیا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے آپ کو پیار تھا۔ دل کی گہرائیوں سے اکابرین مجلس کا احترام کرتے تھے۔ مجلس کے ہم عصر ساتھیوں کے لیے دیدہ دل ہوتے تھے۔ محبتوں سے نوازتے تھے۔ کام کی تحسین کرتے تھے۔ مشوروں سے نوازتے تھے مجلس کی تمام مطبوعات پر نظر رکھتے تھے۔ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر میں پابندی سے شرکت فرماتے تھے۔ ملک بھر سے آئے ہوئے۔ مندوبین آپ کے بیان کو دل کی گہرائیوں سے سنتے تھے۔ آپکے علمی جواہر پاروں سے اپنی جھولیاں بھر کر لیجاتے تھے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام چناب نگر سالانہ رد قادیانیت کورس میں شرکت فرماتے۔ شرکاء کو اپنے علمی بیانات سے بہرہ ور کرتے۔ اس سال بھی شرکت کا وعدہ تھا۔ لیکن قدرت کی شان بے نیازی جامعہ خیر المدارس میں چھٹیاں ہوئیں۔ سرگودھا تشریف لائے۔ طبیعت ناساز ہوئی۔ گھر تشریف لے گئے۔ وقت اجل آن پہنچا۔ اور دیکھتے دیکھتے مسکراتے چہرہ سے کامیابی وکامرانی کی ڈھیروں دولت ساتھ لیے رحمت حق کے جوار جابسے۔ جانے والے آپ کو مدتوں یاد رکھا جائے گا۔

آپ کے جانے سے علم وفضل کی مسندیں بے رونق ہوگئیں۔ آپ تو رب کے حضور کامیاب و سرخرو ہو کر گئے۔ لیکن آپ کے جانے سے جو ہمیں محرومی ہوئی اس پر جتنا افسوس کیا جائے کم ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی قبر پر اپنی رحمتوں کی بارش نازل فرمائیں۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل سے سرفراز فرمائیں۔ رحمت حق آپ پر سایہ فگن ہو حضرت محمد عربی ﷺ کی شفاعت آپ کو نصیب ہو۔ ہم سب گواہی دیتے ہیں کہ آپ مخلص عالم دین تھے۔ حق وصداقت کی علامت ونشانی تھے۔ علم وفضل کے پہاڑ تھے۔ مناظرہ میں احقاق وابطال باطل کے علمبردار تھے۔ کفر آپ سے لرزاں وترساں تھا۔ آپ نے تبلیغ اسلام کے لے جو گراں قدر خدمات سرانجام دیں وہ آپ کے لیے ذخیرہ آخرت ہیں۔ آپ گئے۔ ہم آرہے ہیں

خطابت کے شہسوار مولانا محمد لقمان علی پوریؒ

15/16 نومبر کی درمیانی شب رفیق امیر شریعتؒ مجاہد اسلام، خطیب شعلہ نواء، مقرر خوش الحان، یادگار اسلاف، حضرت مولانا محمد لقمان صاحب علی پوری، نشتر ہسپتال ملتان میں دل کے دورہ کے ہاتھوں آخرت سدھار گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت مولانا محمد لقمان علی پوری ضلع مظفر گڑھ کی بستی رنوچہ کے رہائشی تھے۔ ابتدائی تعلیم

حضرت مولانا نظام الدینؒ فاضل دیوبند سے بستی تھیم والا میں حاصل کی دورہ حدیث شریف شیخ الاسلام مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ کے ہاں پاس کیا۔

پاکستان بننے کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دارالمبلغین میں سب سے پہلی جماعت جس نے رد قادیانیت پر فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ سے تربیت حاصل کی۔اس میں مولانا محمد لقمان علی پوریؒ بھی شامل تھے۔مناظرہ کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد حضرت امیر شریعتؒ کی ہدایت پر آپ کو ننکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ میں مبلغ لگادیا گیا آپ نے دن رات ایک کر کے پورے علاقہ میں قادیانیت کے خلاف کلمہ حق بلند کیا آپکی شعلہ نوائی سے قادیانیت بوکھلا گئی۔اور زخمی سانپ کی طرح بل کھانے لگی۔آپ پر مقدمات قائم ہوے۔جیلوں میں گئے۔لیکن ہر میدان کے فاتح رہے۔آپ کی للکار سے کفر کے ایوانوں پر زلزلہ برپا ہو جاتا تھا۔

گوجرانوالہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ رہے۔۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں آپ نے اپنے ضلع مظفر گڑھ سے گرفتاری دی۔آپ کی آواز میں قدرت نے ترنم کارس گھول دیا تھا۔قرآن مجید کی تلاوت کرتے تو فضاؤں میں سکوت طاری ہو جاتا۔آپ حق کی آواز تھے۔مجلس احرار اسلام اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے آپ نے وہ گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔جو تاریخ کا حصہ ہیں۔حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کے آپ شاگرد تھے۔ان پر دل و جان سے فدا تھے۔حضرت جالندھریؒ بھی بیٹوں کی طرح آپ سے محبت فرماتے تھے

حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ' خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ کی رفاقت نے قومی دینی راہنما کی صلاحیتوں کا آپ کو امین بنادیا تھا۔مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ' مولانا تاج محمودؒ' مولانا محمد شریف جالندھریؒ' مولانا عبدالرحمٰن میانویؒ' مولانا عبدالرحیم اشعر' سے آپ کے دوستانہ مراسم تھے۔اللہ تعالیٰ کا دنیوی طور پر بھی آپ پر فضل تھا۔آپ کا شمار علاقہ کے متوسط زمین داروں میں ہوتا تھا۔سیاست میں دلچسپی کے باعث' مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنماؤں سے اجازت لے کر آپ نے جمعیت علماء اسلام میں شمولیت اختیار کی۔شیخ الاسلام مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ مجاہد ملت مولانا غلام غوث ہزارویؒ' مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ' مولانا عبید اللہ انورؒ' مولانا عبدالحکیمؒ' مولانا گل بادشاہؒ' مولانا عبدالکریم بیر شریفؒ والوں کی آنکھوں کا تارا ہو گیے۔

کئی دفعہ قومی اسمبلی کا الیکشن لڑا۔اس سے ضلع و تحصیل میں آپ کی شخصیت نے جادو کے اثر کی مثال قائم کی۔ حکمران و سیاست دان آپکے نام سے خم کھانے لگے۔ سرائیکی اور اردو کے آپ صاحب طرز خطیب تھے۔ سندھ اور پنجاب میں مدتوں آپکی خطابت کی گرج دار گونج کی داستانیں دہرائی جائیں گی۔ آپ نے جمعیت علماء اسلام اور ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے وہ کارہائے نمایاں سرانجام دیئے جس سے اکابر کی یاد تازہ ہوگئی۔ مولانا کے دل میں سوائے اللہ رب العزت کے اور کسی کا خوف نہ تھا۔بڑے بہادر اور جی دار مجاہد عالم دین تھے۔آپ اپنے علاقہ کے غریبوں کے لئے رحمت پرور دگار کا پرتو تھے۔ ہر غریب کی مشکل میں اس کا سہارا بننا آپ کا معمول تھا۔غریبوں کا کام کر کے خوش ہوتے تھے۔خانقاہ دین پور شریف سے آپ کا جند جان کا رشتہ تھا۔ حضرت مولانا میاں عبدالہادیؒ اور حضرت مولانا میاں سراج احمد صاحب مدظلہ سے آپ کو عشق سالگاؤ تھا۔ان کے اشاروں پر فدا تھے۔یہ حضرات بھی اپنی بھرپور شفقتوں سے ان کو نوازتے۔

مولانا مرحوم دوست پرور عالم دین تھے۔آپ کے دوستوں کا کراچی سے خیبر تک حلقہ پھیلا ہوا ہے۔جمعیت علماء اسلام اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے خلاف ایک لفظ سننا گوارہ نہ تھا۔ قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب کے دست راست شمار ہوتے تھے۔ مولانا بھی مرحوم کی خدمات کے معترف تھے۔ قائد جمعیت مولانا فضل الرحمٰن صاحب کو مولانا مرحوم اکابر کی روایات کا امین سمجھتے تھے۔اور ان کے موقف کے ملک میں بہترین مناد تھے۔

مولانا محمد لقمان صاحب مرحوم کی وفات نے بزرگوں کی وفات کے صدموں کو تازہ کر دیا ہے۔ کراچی سے خیبر تک جس کی للکار تھی۔ جس نے قریہ قریہ تبلیغ اسلام کا فریضہ سرانجام دیا۔وہ جلال پور کے ایک دینی جلسہ میں شرکت کے لیئے تشریف لے گئے۔دل کا دورہ پڑا۔ملتان لایا گیا۔رات گئے دوبارہ تکلیف ہوئی اور اللہ رب العزت کے حضور حاضر ہوگئے۔

بستی رنوجہ 'علی پور شہر میں آپ کے جنازوں نے اہل حق کے جنازوں کا منظر پیش کیا۔ آپ کی وصیت کے مطابق دین پور شریف میں آپ کو دفن کیا گیا۔رحمت پروردگار کی ان پر موسلادھار بارش ہو۔ان کی وفات' خطابت کے شہسوار' غریبوں کے غمگسار' مجاہد فی سبیل اللہ' داعی الی اللہ' عالم ربانی' مجاہد حقانی' کی وفات ہے۔

سچ ہے کہ ان کی وفات نے کمر وں کو جھکا دیا۔ دلوں کی دنیا کو ویران اور آنکھوں کو نمناک کر دیا۔ اللہ تعالیٰ ان کے اس نئے سفر کو بابرکت فرمائے۔ پسماندگان کو صبر جمیل نصیب ہو۔ ان کی طرح ہم سب تعزیت کے مستحق ہیں۔ وہ قومی راہنما تھے۔ اور قومی راہنما پوری قوم کی میراث ہوتے ہیں۔ ان کی وفات سے قومیں متاثر ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ اپنے رحم و کرم کا معاملہ فرمائیں

آہ! میاں حاجی محمد الیاس اطہر سرگانہ

27 اکتوبر 2000ء بروز جمعہ اسلام آباد سے باگڑ سرگانہ آتے ہوئے سرگودھا کے نزدیک کوچ کے ہولناک حادثہ میں انتقال فرماگئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون•

حاجی محمد الیاس' میاں حاجی محمد حسین سرگانہ کے لخت جگر تھے۔ نہایت بلند اخلاق اور سخاوت میں اپنی مثال آپ تھے۔ گزشتہ سال حج کی سعادت حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم کے ہمراہ حاصل کی۔ اور حضرت کی خدمت اور دعاؤں میں ہر وقت اہتمام رہا۔

مرحوم کو یہ بھی اعزاز حاصل ہے کہ ختم نبوت کی خاطر 17 دن ڈسٹرکٹ جیل ملتان میں باگڑ سرگانہ کے 14 ساتھیوں کے ہمراہ قید رہے۔ حضرت قبلہ دامت برکاتہم نے جیل میں آکر ان کی ہمت اور جذبہ ختم نبوت کی مبارکباد دی۔ اور طویل دعا فرمائی! کہ تم انشاء اللہ ختم نبوت کے صدقے روز قیامت سرخرو ہوگئے۔ آمین!

اس لئے حاجی محمد الیاس اکثر کہا کرتے تھے کہ :

"ہم انشاء اللہ ختم نبوت کے صدقے کامیاب ہو گے۔"

حاجی محمد الیاس کے بڑے بھائی محمد حیات سرگانہ بھی حادثہ میں شدید زخمی ہوے۔ حضرت قبلہ خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم سرگودھا PAF ہسپتال تشریف لائے' ان کی عیادت کی۔ اور ان کے بھائی حاجی محمد الیاس کے لئے خصوصی طور پر دعا مغفرت کی۔ اللہ تعالیٰ حاجی محمد الیاس کے درجات بلند فرمائے۔ اور ان کے تمام خاندان جملہ دوست احباب کو صبر و جمیل عطا فرمائیں۔ آمین!

ادارہ لولاک مرحوم کے پسماندگان کے اس غم میں برابر کا شریک ہے۔

☆......☆......☆

قادیانیوں کی شرانگیزی

پس پردہ عوامل و محرکات

تحریر: صاحبزادہ طارق محمود

افسانوی سرزمین تخت ہزارہ میں قادیانی مسلم تصادم، قبل ازیں نارووال کے پہلو میں واقع قلعہ کالروالا کا سانحہ اور موجودہ پیدا شدہ کشیدگی کے نتیجہ میں کسی تیسرے سانحہ کے امکان کو رد نہیں کیا جاسکتا۔ کالروالا میں قادیانی عبادت گاہ میں نامعلوم افراد کی فائرنگ سے پانچ قادیانی ہلاک ہوئے۔ تخت ہزارہ کے خونی تصادم میں بھی پانچ قادیانی مارے گئے جبکہ دونوں اطراف سے بیسیوں افراد زخمی ہوئے۔ اس واقعہ کے اہم کردار مولوی سید اطہر شاہ بخاری الائیڈ ہسپتال فیصل آباد میں زندگی اور موت کی کشمکش میں ہیں۔ قادیانیوں نے انہیں اغوا کیا۔ اپنی عبادت گاہ میں محبوس رکھ کر کلہاڑیوں، ڈنڈوں سے زدوکوب کیا۔ موت کی اطلاع پر نعش کے حصول کے لئے مشتعل ہجوم نے قادیانی عبادت گاہ کا گھیراؤ کر لیا۔ بلوہ کے نتیجہ میں پانچ قادیانی چھتوں سے گر کر ہلاک ہوگئے۔ بعد ازاں تین اضلاع کی پولیس نے پورے علاقے کو گھیرے میں لے لیا اور تخت ہزارہ سیل کر دیا گیا۔

ارض رومان پر فتنہ قادیان کی شرانگیزی کا آغاز کچھ یوں ہوتا ہے۔ بدھ 8 نومبر 2000ء کی شام ایک نوعمر مسلمان بچے عمران کا ہاتھ چارہ کاٹنے والی مشین میں آکر کٹ گیا۔ قادیانی جماعت کے مبلغ اور دوسرے قادیانیوں نے عذاب خداوندی سے تعبیر کرتے ہوئے اسے اپنے حضرت کی کرامت قرار دیا۔ بچے کے والد محمد اشرف لوہار کے گھر کے ساتھ قادیانیوں نے آٹا پیسنے کی ڈیزل مشین لگانے کی کوشش کی تھی۔ محمد اشرف نے عدالت سے (STAY) حکم امتناعی لے کر ان کی چکی مشین لگوانے سے رکوا دیا تھا۔ اس پر خاش کی بنا پر قادیانیوں نے پورے علاقے میں حضرت کی کرامت کا بھرپور پراپیگنڈہ کیا۔ جس سے نہ صرف مسلمانوں کے دینی جذبات کو ٹھیس پہنچی بلکہ ان میں اشتعال پھیل گیا۔ قادیانیوں کی تبلیغی سرگرمیوں کے

باعث مسلمانوں میں بے چینی اور تشویش پہلے سے موجود تھی۔ مقامی خطیب مولوی سید اطہر شاہ 10 نومبر کی شام چند بچوں کے ہمراہ قادیانی عبادت گاہ سے گزر رہے تھے کہ وہاں پر موجود قادیانی انہیں گھسیٹ کر اپنی عبادت گاہ کے اندر لے گئے۔ مولانا موصوف ایک مدت سے یہاں تردید مرزائیت کا کام بطور مشن کر رہے تھے۔ ان کا وجود قادیانیوں کو بری طرح کھٹکتا تھا۔ زندگی اور موت اللہ کے اختیار میں ہے۔ قادیانیوں نے اپنی طرف سے شاہ صاحب کا کام تمام کر دیا تھا۔ اس اطلاع پر کہ سید اطہر شاہ کو قادیانیوں نے شہید کر دیا مسلمانوں کے ضبط کے بند ٹوٹ گئے۔ قادیانیوں کی شر انگیز حرکت اس سانحہ کا باعث بنی۔

تخت ہزارہ اور قلعہ کالروالا کے دونوں واقعات کی نوعیت اگرچہ مختلف ہے۔ ان دونوں واقعات سے قبل چک بھوڑو ضلع شیخوپورہ میں بھی مسلمانوں اور قادیانیوں کے تصادم کا واقعہ رونما ہوا تھا۔ ان واقعات سے ملنے والی کڑیوں کا ربط ایک گہری سازش کی غمازی کرتا ہے۔ دہشت گردی کا ہر اقدام قابل مذمت ہے۔ دہشت گردی کی کسی کارروائی کو تحسین کی نگاہ سے نہیں دیکھا جا سکتا۔ کالروالا کا سانحہ ہو یا تخت ہزارہ کا خونی تصادم........ قابل افسوس ہے۔ مرنے والوں کی موت پر نہ خوشی کا اظہار کیا جا سکتا ہے نہ مارنے والوں کے اقدام کی حوصلہ افزائی کی جا سکتی ہے۔ ہر دو واقعات کے پس پردہ کچھ عوامل اور محرکات کارفرما دکھائی دیتے ہیں۔ جن پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔

12 اکتوبر 1999ء کو جنرل پرویز مشرف کے عنان اقتدار سنبھالنے کی سب سے زیادہ خوشی منانے والا قادیانی گروہ تھا۔ قادیانی برملا چیف ایگزیکٹو کو اپنا آدمی قرار دیتے تھے۔ ان کے بارے میں قادیانی ہونے کا منظم پراپیگنڈہ کیا گیا۔ قادیانی اس خوش فہمی میں تھے کہ ملک میں مارشل لاء کے نفاذ کے باعث آئین منسوخ ہو جائے گا۔ اور ان کے خلاف وہ آئینی ترمیم ختم ہو جائے گی جس میں انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا۔ این جی اوز کے نمائندوں پر مشتمل حکومت قادیانیوں کی حوصلہ افزائی کا باعث بنی۔ اس طرح پورے ملک میں قادیانیوں نے مسلمانوں کو گمراہ کرنے اور بالخصوص نوجوانوں کو ورغلانے کا نیٹ ورک زور شور سے شروع کر دیا۔ دینی سیاسی رہنماؤں میں مولانا فضل الرحمن، قاضی حسین احمد اور خاص طور پر مولانا شاہ احمد نورانی قادیانیوں کی شر انگیز سرگرمیوں کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرتے رہے۔ جماعتی سطح پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے ملک بھر سے قادیانیوں کے بارے میں ملنے والی شکایات سے حکومت کو آگاہ کیا لیکن حکومت نے اس نازک اور حساس مسئلہ پر توجہ دینے کی زحمت ہی نہ کی۔ قادیانی آئین و قانون کی

دھجیاں بکھیرتے رہے لیکن قانون نافذ کرنے والے اداروں کی خاموشی قادیانیوں کے لئے مزید حوصلہ افزائی کا باعث بن گئی۔ غیر مسلم ہونے کے باوجود ان کی عبادت گاہیں مسلمانوں کی مساجد سے مشابہ رہیں۔ حکومتی تبدیلی کے بعد قادیانیوں کی عبادت گاہوں سے اذانیں بلند ہونا شروع ہوگئیں۔ قادیانیوں کی دیدہ دلیری کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ بعض مقامات پر کھلے بندوں ان کا خطبہ جمعہ ہونے لگا۔ سپورٹس کی آڑ میں سرعام پروگرام شروع ہوگئے۔ جس کا اصل مقصد قادیانیت کی تبلیغ و تشہیر تھا۔ قادیانیوں کی یہ تمام حرکات شعائر اسلامی کی اہانت اور قانون کا مذاق اڑانے کے مترادف تھیں۔ یہ شکایات بدستور موجود ہیں۔ بنیادی طور پر قادیانی جماعت نے 1974ء کی قومی اسمبلی کے اس فیصلہ کو جس میں انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا اور بعد ازاں ہر عدالت بشمول ہائی کورٹ، سپریم کورٹ، وفاقی شرعی عدالت نے ان کے کفر پر مہر تصدیق ثبت کی۔ ابھی تک تسلیم نہیں کیا۔ مسلم امہ اور اکثریت رائے کا احترام کرنے کی بجائے یہ گروہ ہٹ دھرمی اختیار کئے بیٹھا ہے۔ قادیانی جماعت کے رسائل و جرائد اور اخباری اشتہارات اس امر کے گواہ ہیں کہ وہ ملکی دستور کے باغی اور قانون کے مجرم ہیں۔

12 اکتوبر کا فوجی اقدام قادیانیوں کے لئے بظاہر امید کا جانفزا جھونکا تھا۔ قادیانی رہنماؤں نے اپنی قوم کو نویدیں اور بشارتیں سنانا شروع کردیں۔ اپنی اقلیت کو تنہا چھوڑ کر راہ فرار اختیار کرنے والا مرزا طاہر قادیانی گذشتہ کئی برسوں سے سٹیلائٹ پر نوید و بشارات کے راگ الاپ رہا ہے۔ اب کہ اس نے اپنی قوم کو پیغام دیا کہ اللہ تعالیٰ ان کی واپسی کی راہیں ہموار کررہا ہے۔ 1984ء کے امتناع قادیانیت آرڈیننس کے نفاذ کے بعد قادیانیوں کے مرکز چناب نگر میں ان کے سالانہ جلسہ جسے وہ ظلی حج قرار دیتے تھے پر مسلسل پابندی ہے۔ حکومتی تبدیلی کے بعد قادیانیوں کو اس امر کا مکمل یقین تھا کہ نہ صرف ان کی سابقہ حیثیت بحال ہوجائے گی بلکہ ان کے جلسے پر عائد شدہ پابندی بھی ہٹادی جائے گی۔ یاد رہے کہ قادیانی اپنا سالانہ جلسہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کی نسبت سے 25 دسمبر کو چناب نگر میں منعقد کیا کرتے تھے کیونکہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کو مسیح موعود مانتے ہیں۔ قادیانی جماعت کے مفرور سربراہ مرزا طاہر قادیانی جو گذشتہ 16 برس سے خود ساختہ جلاوطنی کی زندگی گزار رہے ہیں اس قدر پرامید تھے کہ راہیں ہموار پاکر فاتح کی حیثیت سے اپنے مرکز کے اجتماع میں شرکت کا ارادہ رکھتے تھے۔ خدا تعالیٰ کی شان بے نیازی دیکھئے اسی اثناء میں حکومت تحفظ ناموس رسالت کے قانون کے خاتمہ کا اعلان کر بیٹھی۔ مسلمانوں کے دینی جذبات مجروح

ہوئے۔ مولانا شاہ احمد نورانی نے لاہور میں آل پارٹیز میٹنگ طلب کی۔ پورے ملک میں صدائے احتجاج بلند ہوئی۔ مظاہرے شروع ہوئے۔ حکومت نے حالات کے تیور دیکھے تو ہتھیار پھینک دیئے۔ حکومت کو اس بات کا احساس ہو گیا کہ مسلمانوں کے دینی جذبات کے پیش نظر طے شدہ مسائل کو چھیڑنا مناسب نہیں۔ چنانچہ جس چیف ایگزیکٹو کو قادیانی اپنا "پیٹی بند" قرار دے رہے تھے اسی کی حکومت نے تحفظ ناموس رسالت قانون اسلامی دفعات اور بالخصوص قادیانیوں سے متعلق آئینی ترمیم کو بحال رکھنے اور قائم رکھنے کا واضح اعلان کر دیا۔ اس حکومتی اقدام سے جہاں جنرل پرویز مشرف کی مذہبی حیثیت کے بارے میں پائی جانے والی غلط فہمی دور ہوئی وہاں قادیانیوں کی امیدوں کا خون بھی ہو کر رہ گیا۔

اے بسا آرزو کہ خاک شد

یہ بات محل نظر رہے کہ ملک میں جب بھی فوج کی معرفت تبدیلی آتی ہے قادیانی اس بخار میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ ان کے خلاف آئینی ترمیم کا خاتمہ ہو جائے گا۔ جنرل ضیاء الحق نے مارشل لاء لگایا تو قادیانیوں نے گھی کے چراغ جلائے۔ انہی کے ہاتھوں امتناع قادیانیت آرڈیننس کا نفاذ عمل میں آیا۔ 1970ء کے انتخابات میں قادیانی جماعت نے ذوالفقار علی بھٹو کی پارٹی کی کامیابی کے لئے نصرت جہاں فنڈ کے علاوہ تمام جماعتی وسائل انتخابی مہم میں جھونک دیئے۔ قدرت کی کرشمہ سازی اور قادیانیوں کی بدنصیبی جس سے انہوں نے امیدیں وابستہ کیں وہی خانہ ساز نبوت کے لئے تازیانہ عبرت ثابت ہوا۔ جس جنرل پرویز مشرف کے بارے میں دن رات ان کا پراپیگنڈہ تھا کہ وہ "احمدی" یعنی قادیانی ہیں رب تعالیٰ کی شان انہی کے ہاتھوں قادیانیت کو دھچکا لگا:۔

آگ دی جب باغباں نے آشیاں کو میرے\
جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے

تحت ہزارہ کے واقعہ ' قلعہ کالر والا کے سانحہ کے پس پردہ بین الاقوامی عوامل کے امکانات کو بھی رد نہیں کیا جا سکتا۔ حالیہ امریکی انتخابات ' سابق نگران وزیراعظم معین قریشی کی پاکستان آمد اور ورلڈ بینک کے رویہ میں تبدیلی کے اسباب و محرکات کا مشاہدہ اور تجزیہ کرنے سے بہت سے عقدے کھلتے ہیں۔ "جماعت احمدیہ" کے اسرائیل سے روابط اور تعلقات ڈھکے چھپے نہیں۔ یہودیوں کی منظور نظر ہونے کی حیثیت سے امریکہ اور اس کے زیر اثر مالیاتی ادارے قادیانی جماعت پر کیونکر مہربان نہیں ہوں گے۔ پاکستان کے لئے

امریکی امداد ہمیشہ اس بات سے مشروط رہی ہے کہ اس آئینی ترمیم کا خاتمہ کیا جائے جس کے ذریعہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا۔ قومی معاملات میں آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کی مداخلت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ پاکستان کے ایٹمی طاقت بننے کے بعد تو ہماری بیرونی امداد اور قرضہ مختلف عائد کردہ من مانی شرائط سے منسوب ہو کر رہ گیا ہے۔ اب جبکہ ورلڈ بینک کی طرف سے 60 کروڑ ڈالر کا قرضہ پاکستان کو ملنے کے امکانات پیدا ہوئے ہیں۔ قادیانی جماعت یہ کیونکر گوارہ کرے گی کہ قادیانیوں سے متعلق آئینی ترمیم کا خاتمہ کئے بغیر یہ قرضہ حکومت پاکستان حاصل کرپائے۔ اس خدشے کو رد نہیں کیا جاسکتا کہ قادیانی جماعت خونی ڈرامے رچا کر ان عالمی اداروں پر دباؤ ڈالنا چاہتی ہے۔ سابق نگران وزیر اعظم معین قریشی کا حالیہ دورہ اسی سلسلہ کی کڑی معلوم ہوتا ہے۔ معین قریشی کو کس طاقت نے وزیر اعظم بننے کی پیشکش کی ہے؟ انہوں نے وزیر اعظم بننے کے لئے جو شرائط پیش کی ہیں ان میں ایک شرط قادیانیوں کی آئینی ترمیم کے خاتمہ سے متعلق ہے۔ معین قریشی کا تعلق بھی ورلڈ بینک کے "پنجابی گروپ" سے ہے۔ جو قادیانیت کے تحفظ کے لئے سرگرم عمل ہے۔ بین الاقوامی سطح پر اس وقت پوری دنیا کی نظریں امریکی انتخابات پر لگی ہوئی ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ ہر امریکی حکومت قادیانیوں پر مہربان رہی ہے۔ امریکی انتخابات میں بش کی کامیابی کی صورت میں یہودیوں کو خاصا دھچکا لگے گا۔ جو امریکہ میں اقلیت ہونے کے باوجود اکثریت پر غالب ہیں۔ یہ قادیانی جماعت کے لئے بھی المیہ ہوگا اگر الگور انتخابات کی بازی ہار جائیں۔ امریکی انتخابات میں جیت کی مالا کس کے گلے میں آتی ہے ابھی کچھ کہنا مشکل ہے۔ قادیانی جماعت کی "لندن مقیم قیادت" کی تمام تر ہمدردیاں یہودی امیدوار کے ساتھ وابستہ ہیں۔ تاہم نئے امریکی صدر کی توجہ حاصل کرنا بھی ضروری ہے۔ یہ اسی صورت میں ممکن ہے جب اپنی اقلیت کو خون کی بھینٹ چڑھا کر دنیا کے سامنے مظلومیت کے رنگ میں پیش کیا جائے۔ امتناع قادیانیت آرڈیننس 1984ء کے نفاذ کے بعد جب قادیانیوں کے خلاف مقدمات کا اندراج شروع ہوا تو قادیانیوں نے بین الاقوامی سطح پر یہ پراپیگنڈہ شروع کیا کہ پاکستان میں ان کے بنیادی حقوق معطل کر دیئے گئے ہیں اور یہ کہ اس اقلیت کے ساتھ غیر انسانی سلوک روا رکھا جارہا ہے۔ اس بنا پر قادیانی مغربی جرمنی میں سیاسی پناہ حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے۔ قادیانیوں کی ایک بڑی تعداد نے یورپ اور بالخصوص مغربی جرمنی کا رخ کیا۔ جرمن سفارتخانے کو حقائق سے آگاہ کیا گیا لیکن انہوں نے انسانی ہمدردی کی بنا پر ویزا جاری رکھنے پر فراخدلی کا مظاہرہ کیا۔ قادیانیوں کی حقیقت آشکار ہونے پر کچھ مدت پہلے

مغربی جرمنی حکومت نے قادیانیوں سے متعلق سیاسی پناہ کی پالیسی تبدیل کرلی ہے۔ اس اقدام سے خانہ ساز نبوت کی معیشت خاصی متاثر ہوئی ہے۔ کیونکہ مغربی جرمنی اور دوسرے ممالک میں سیاسی پناہ حاصل کرنے والوں سے قادیانی جماعت ”جگا ٹیکس“ وصول کرتی تھی۔ جس سے جعلی نبوت کا کاروبار چلتا تھا۔ قادیانی جماعت اپنے اس مالی خلا کو پر کرنے کے لئے سیاسی پناہ دینے والے ممالک کی ہمدردیاں حاصل کرنا چاہتی ہے۔ یہ ہمدردیاں اسی حالت میں ممکن ہیں جب ان کی اقلیت کے افراد کی نعش اور خون بیرونی دنیا کو نہ دکھادیا جائے۔

ایک مدت سے ملک مذہبی دہشت گردی کی لپیٹ میں ہے۔ لیکن مذہبی دہشت گردی کے حوالہ سے قادیانی اقلیت اب تک محفوظ تھی اور ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یکایک دہشت گردی کا رخ قادیانیوں کی طرف کیوں مڑ گیا ہے؟ اب تک تو سنیوں اور اہل تشیع کی عبادت گاہیں اور انہی دونوں گروہوں کے افراد دہشت گردی کا نشانہ بنے۔ کبھی قادیانی عبادت گاہ میں پہلے فائرنگ ہوئی نہ بم دھماکہ ہوا نہ کوئی قادیانی دہشت گردی کا شکار ہوا؟

یہ پہلو لمحہ فکریہ کی حیثیت رکھتا ہے کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار پائے 26 برس گزر چکے ہیں۔ قادیانیوں کے خلاف نفرت موجود ہے لیکن اس میں وہ شدت نہیں جو آج سے بیس پچیس برس پہلے تھی۔ شیعہ سنی کشیدگی اور مذہبی دہشت گردی کے باعث قادیانی مسئلہ ثانوی حیثیت اختیار کر گیا تھا۔ محض دو واقعات کے رونما ہونے پر قادیانی مسلم دہشت گردی کا دعویٰ نہیں کیا جاسکتا۔ آئین اور قانون میں قادیانیوں کی حیثیت کے تعین کے بعد بلاشبہ قادیانیوں کو تحفظ حاصل ہوا ہے۔ اگر آج امتناع قادیانیت آرڈیننس کا وجود نہ ہوتا .... عدم قانون کے باعث قادیانیوں کو ان کی شر انگیزیوں کا جواب نقد مل جاتا اور اب تک تخت ہزارہ جیسے کئی واقعات رونما ہو چکے ہوتے۔ ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ قادیانی جماعت بنیادی طور پر دہشت گرد تنظیم ہے۔ شیعہ سنی دہشت گردی کے پس پردہ یہی اسلام دشمن جماعت سرگرم عمل ہے۔ یہ تفصیل طلب موضوع ہے کہ مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے باہمی اختلافات سے قادیانی جماعت فائدہ اٹھانے کا فن خوب جانتی ہے۔ یہ دنیا مکافات عمل کا نام ہے۔ قادیانی جماعت بہت مدت پہلے سے دو گروپوں میں تقسیم چلی آرہی تھی۔ ایک لاہوری گروپ دوسرا ربوہ گروپ........... کچھ مدت سے موخر الذکر گروپ بھی مزید دو گروپوں میں تقسیم ہوگیا۔ مرزا ناصر احمد قادیانی کے بعد مسلسل مرزا طاہر قادیانی جماعت کی

خلافت سے چمٹے ہوئے ہیں۔ مرزا رفیع بھی خلافت کے نہ صرف امیدوار ہیں بلکہ اپنے آپ کو اس منصب کا حق دار سمجھتے ہیں۔ مرزا رفیع گروپ "لندن مقیم گروپ" کی آمریت 'بیرون ملک عیاشیوں' فضول خرچیوں اور من مانی پالیسیوں کے خلاف ایک موثر گروپ کی صورت اختیار کر گیا ہے۔ گزشتہ برس جماعتی چناؤ مختلف ذیلی تنظیموں کی نامزدگی کے موقع پر دونوں گروپوں کی محاذ آرائی اور جسمانی زور و آزمائی کے عملی مظاہرے سر عام دیکھنے میں آئے تھے۔ ان دو واضح گروپوں میں حصول اقتدار کی جنگ زوروں پر ہے۔ واقفان حال خوب جانتے ہیں کہ اندر خانہ دونوں فریقین کی باہمی کشمکش کی نوبت کہاں تک پہنچ چکی ہے۔

گزشتہ برس قادیانیوں کے مرکز چناب نگر میں ان کی مرکزی عبادت گاہ میں بم دھماکہ ہوا تھا جس میں کوئی شخص ہلاک یا زخمی نہیں ہوا تھا۔ اگرچہ دھماکہ کسی قادیانی دشمن تنظیم گروہ یا فرد نے کیا ہوتا تو یقیناً جانی نقصان کے تحت ہوتا۔ محض بم دھماکے کا کوئی تک نہیں بنتا تھا۔ مرزا رفیع گروپ کے افراد کا کہنا ہے کہ یہ بم دھماکہ درحقیقت برسر اقتدار گروپ نے مرزا رفیع گروپ کو انڈر پریشر کرنے کے لئے تھا۔ قادیانی جماعت کے سالانہ چناؤ یعنی عہدیداروں کی بندر بانٹ اس سال کے آخر میں متوقع ہے۔ قریب المرگ ہونے کے باوجود مرزا طاہر قادیانی جماعت کی قیادت اور بیعت کی سعادت کسی قیمت پر چھوڑنے کو تیار نہیں۔ وہ اپنا آئینی تسلط برقرار رکھنا چاہتے ہیں۔ اقتدار اور دولت کا نشہ سب کچھ کر گزرتا ہے۔ اپنی اقلیت کو قربانی کا بکرا بنا کر مرزا طاہر قادیانی بین الاقوامی سطح پر اور اندرون ملک دہرا فائدہ اٹھانا چاہتا ہے۔

قلعہ کالروالا اور تخت ہزارہ کا خونی ڈرامہ یہ سبھی خود ساختہ جلاوطن قیادت کے اقتدار کے استحکام اور دوام کی سازش ہے۔ ان واقعات کا تسلسل دونوں متحارب گروپوں کی مخاصمت کا شاخسانہ ہے۔ چونکہ مغربی ذرائع ابلاغ قادیانیوں کی پشت پر ہیں۔ بیرونی طاقتوں سے اس جماعت کے تعلقات اور روابط بھی ہیں۔ بین الاقوامی مالیاتی اداروں اور ورلڈ بینک میں بھی ان کا اثر ہے۔ قادیانیوں کے خلاف دہشت گردی کے ایسے واقعات سے حکومت وقت کا پریشان ہونا ایک فطری امر ہے۔ حکومت کو اس موقع پر اعلیٰ فراست اور تدبر کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔ بیرونی دنیا کے اطمینان کے لئے بھی ضروری ہے کہ اصل حقائق منظر عام پر آئیں۔ اس لئے دونوں واقعات کی کسی ہائی کورٹ کے جج سے تحقیقات کروائی جائے اور اس رپورٹ کو فوری طور پر شائع کر دیا جائے۔

☆......☆......☆

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ

تحریر: قاضی سلیمان منصور پوری

ام المومنین صدیقہ بنت صدیق ' طیبہ زوجہ طیب حبیبہ حبیب اللہ حضرت عائشہ صدیقہؓ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بیٹی ہیں۔ ان کی ماں کا نام ام رومان زینب ہے جس کا سلسلہ نسب نبوی میں کنانہ سے جا ملتا ہے۔ ان کا نکاح شوال ۱۰ نبوت میں مکہ معظمہ میں ہوا اور رخصتی شوال ۱ ہجری میں مدینہ میں ہوئی۔ ازواج النبی ﷺ میں یہی وہ خاتون ہیں جن کی اسلامی خون سے ولادت اور اسلامی شیر سے پرورش ہوئی۔ امہات المومنین میں وہ طیبہ یہی ہیں جن کا پہلا نکاح نبی ﷺ سے ہوا۔ حدیث میں ہے:

"رسول اللہ ﷺ نے عائشہ سے فرمایا میں تین شب تجھے خواب میں اس طرح دیکھتا رہا کہ ایک فرشتہ حریر سفید کے پارچے میں تیری تصویر کو میرے سامنے لاتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ حضور ﷺ کی بیوی ہے اور میں تصویر کا پردہ اٹھا کر چہرہ دیکھتا تھا جو بالکل تیرا ہی چہرہ ہوتا تھا۔ میں یہ دیکھ کر کہہ دیا کرتا تھا کہ اگر یہ (اطلاع) خدا کی جانب سے ہے تو وہ خود ہی اسے پورا بھی کر دے گا۔" (صحیح مسلم ' صحیح بخاری)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عائشہ صدیقہؓ کی شادی کا اہتمام خطیرۃ القدس میں کیا گیا تھا اور نبی ﷺ نے اس شادی کو منجانب اللہ قرار دیا تھا۔

محبت کا امتحان

حضرت عائشہ صدیقہؓ کو رسول اللہ ﷺ کی محبت میں سخت امتحان بھی دینا پڑا۔ غزوہ انمار میں ان کی سواری کیمپ میں دیر سے پہنچی اور اس پر منافقین نے ان کی شان پاک میں گستاخانہ الفاظ کہے۔ جنس لطیف کے لئے ایسا موقعہ سخت مصیبت کا ہوتا ہے لیکن اس وقت بھی ان کی قوت ایمانیہ اور پاکی فطرت کی

عجیب شان نظر آتی ہے۔ جب نبی ﷺ نے ان سے اس بارہ میں دریافت کیا تو حضرت عائشہ صدیقہؓ نے اپنے میکے والوں سے مخاطب ہو کے فرمایا:

”اگر میں اب کہوں گی کہ میں پاک ہوں تو میری بات باور نہ ہو گی اگر میں کسی بات کا اقرار کرلوں تو حالانکہ خدا جانتا ہے کہ میں اس سے بالکل پاک ہوں تو وہ باور کرلی جائے گی۔ پس اندریں حالات میں اپنے لئے صرف حضرت یعقوب علیہ السلام کی مثال پاتی ہوں جنہوں نے کہا تھا (کہ آزمائش میں) صبر کرنا ہی خوب ہوتا ہے۔ اس بارہ میں خدا ہی مدد رساں اور کارساز ہے۔“ (صحیح بخاری)

صدیقہؓ کہتی ہیں کہ مجھے اپنی پاکی اور صفائی کی وجہ سے وثوق تھا کہ میری بابت خواب میں حضور نبی اکرم ﷺ کو بتایا جائے گا مگر اس کا مجھے شان گمان بھی نہ تھا کہ میرے حق میں وحی الٰہی کا نزول ہو گا لیکن حضور نبی اکرم ﷺ بھی اسی جگہ تشریف رکھتے تھے کہ قرآن پاک اترا۔ اللہ پاک نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کی نصرت فرمائی۔ بے قصوری ظاہر کی۔ ان کو طیبہ ٹھہرایا اور خبر دی کہ مغفرت اور رزق کریم ان ہی کے لئے ہے۔ نیز یہ بھی بتایا کہ اس بہتان سے ان کی شان میں ذرا بھی فرق نہ آیا بلکہ رتبہ بڑھ گیا۔ ان کی پاکی اور طہارت کی آواز سے زمین و آسمان گونج اٹھے۔ وہ وحی اتری جس کی قیامت تک نمازوں میں اور محرابوں میں تلاوت کی جائے گی۔

” الطیبات للطیبین والطیبون للطیبات ۰ “ ﴿ترجمہ: پاک عورتیں پاک مردوں کے لئے اور پاک مرد پاک عورتوں کے لئے۔﴾

جب کوئی ایمان والا شخص پڑھے گا تو اسے حضرت عائشہ صدیقہؓ کی پاکی و طہارت کا اندازہ نبی پاک ﷺ کی پاکی و طہارت سے کرنا ہو گا۔

اللہ اکبر! یہ نتیجہ اس تواضع وانکساری کا ہے جو حضرت عائشہ صدیقہؓ میں تھا۔ کہ اپنے آپ کو ناچیز سمجھا باوجود بے قصوری و مظلومی کے اور باوجود افترا پردازوں کو جھوٹا جاننے کے آپ نے اپنا یہ درجہ نہ سمجھا کہ ان کے لئے قرآن اترے۔ ہر چند ان کو علم تھا کہ ان کے رنج واندوہ سے ان کے والدین کو بھی صدمہ پہنچا ہے اور جمیع اہل ایمان کے دل بھی درد مند ہوئے ہیں اور حضور نبی کریم ﷺ کے قلب مبارک کو بھی ایذا پہنچی ہے پھر بھی وہ تواضع وانکساری یہی سمجھتی ہیں کہ ان کی پاکی عالم رویا میں ظاہر فرمائی

جائے گی لیکن رب العالمین ان ہی کے رتبے بلند فرماتا ہے جو اس کی بارگاہ میں تواضع وانکساری اختیار کرتے ہیں۔

فضائل

حضرت عائشہؓ صدیقہؓ کے فضائل میں بہت سی احادیث صحیحہ ہیں۔ صحیح بخاری میں ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"مردوں میں تو بہت لوگ تکمیل کے درجے کو پہنچے مگر عورتوں کے اندر صرف مریم دختر عمران اور آسیہ زن فرعون ہی تکمیل کو پہنچیں اور عائشہؓ کو سب عورتوں پر ایسی ہی فضیلت ہے جیسے ثرید کو سب کھانوں پر۔"

اسد بن مالک سے بھی صحیح بخاری میں یہ روایت موجود ہے۔

اس فضیلت کی وجہ حضرت صدیقہؓ کے وہ کمالات روحانیہ ہیں جن کی وجہ سے ان کا منصب بلند تھا اور جن کے وجود سے ان کو انوار نبوت سے بدرجہ اتم منور ہونے کی قابلیت حاصل ہو گئی تھی۔ اس کا ذکر صحیح بخاری کی اس حدیث میں ہے جسے ام المومنین ام سلمہؓ نے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"یہ عائشہؓ ہی ہے کہ میں اس کے لحاف میں ہوتا ہوں تو اس وقت بھی وحی کا نزول ہوتا ہے مگر دیگر ازواج کے بستروں پر کبھی ایسا نہیں ہوا۔"

یہی وجہ تھی کہ نبی ﷺ نے حضرت سید العالمین فاطمہؓ زہرا کو محبت عائشہ کا حکم دیا تھا۔ صحیح مسلم میں ہے کہ نبی ﷺ نے سیدہ فاطمہؓ سے فرمایا:

"پیاری بیٹی! جس سے میں محبت کرتا ہوں کیا تو اس سے محبت نہیں رکھتی۔ حضرت فاطمہؓ نے عرض کیا بالکل۔ یہی درست ہے۔ تب فرمایا کہ تو بھی عائشہؓ سے محبت رکھا کر۔

حضرت عائشہؓ کے کمالات عالیہ پر یہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے کہ جسے صحیحین میں روایت کیا گیا ہے کہ:

"نبی ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا یہ جبرائیل ہیں اور تم کو سلام کہتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ نے جواب میں فرمایا کہ ان پر اللہ کا سلام اور رحمت ہو۔"

حضرت عائشہ صدیقہؓ کے امت پر احسانات میں سے ایک احسان یہ بھی ہے کہ آیت تیمم کے نزول کا سبب ظاہری بھی وہی ہیں۔ صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے پاس ایک بار حضرت اسماء (اپنی بہن) کا مانگا ہوا تھا جو راستہ میں کہیں گر پڑا۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے چند صحابہ کرامؓ کو اس کی تلاش کے لئے بھیجا۔ انہیں راستہ میں نماز کا وقت ہو گیا اور انہوں نے (پانی نہ ہونے کی وجہ سے) بلا وضو کے نماز پڑھی اور جب حاضر ہوئے تو انہوں نے بے وضو نماز پڑھنے کا ذکر بھی رنج کے ساتھ کیا۔ اسی وقت آیت تیمم کا نزول ہوا۔ اسید بن حضیرؓ نے حضرت عائشہؓ کو مخاطب کر کے کہا اللہ تعالیٰ آپ کو بہترین جزا عطا فرمائے۔

جب کوئی آپ کا کام اٹکا تو خدا نے خود اس میں کشود کار فرمائی اور مسلمانوں کے لئے بھی اس میں برکت ہوئی۔ حضرت صدیقہؓ کی محبت رسول ﷺ کے دو تین واقعات درج کرتا ہوں:

صحیح مسلم میں ہے کہ ایک سفر میں حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ نبی ﷺ کے ہم سفر تھیں۔ اس روز حضرت حفصہؓ نے اپنی سواری کا اونٹ حضرت عائشہؓ کے اونٹ سے تبدیل کر لیا۔ راستے میں نبی ﷺ حضرت عائشہؓ کے اونٹ کی طرف گئے جس پر حضرت حفصہؓ سوار تھیں اور انہی کے پاس چل پڑے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنی نعل کو پیوند لگا رہے تھے اور میں چرخہ کات رہی تھی۔ میں نے دیکھا کہ نبی ﷺ کی پیشانی مبارک پر پسینہ آ رہا ہے اور اس پسینہ کے اندر ایک نور ہے جو ابھر رہا ہے اور بڑھ رہا ہے۔ یہ ایسا نظارہ تھا کہ میں سراپا حیرت بن گئی۔ نبی ﷺ کی نظر مبارک مجھ پر پڑی تو فرمایا کہ عائشہؓ تو حیران سی کیوں ہو رہی ہے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ کی پیشانی پر پسینہ ہے اور پسینے کے اندر چمکتا دمکتا نور ہے۔ (اس نظارہ نے مجھے سراپا چشم کر دیا ہے۔)

بخدا اگر ابو کبیر ہذلی (ایام جاہلیت کا مشہور شاعر) حضور ﷺ کو دیکھ پاتا تو اسے معلوم ہو جاتا کہ اس کے اشعار کے صحیح مصداق حضور ﷺ ہی ہو سکتے ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا اس کے شعر کیا ہیں۔ میں نے یہ شعر پڑھ کر سنا دیئے:

دمبری من کل غبر حیضة
وفساد مرضعة وداء معضل

واذا نظرت الی اسرة وجهه
برقت کبرت العارض المتهلل

ترجمہ :...... ”وہ ولادت اور رضاعت کی آلودگیوں سے مبرا ہیں۔ان کے درخشاں چہرہ پر نظر کرو تو معلوم ہوگا کہ نورانی اور روشن برق جلوہ دے رہی ہے۔“

نبی علیہ کے ہاتھ میں جو کچھ تھا اسے رکھ دیا پھر حضرت عائشہ صدیقہؓ کی پیشانی مبارک کو چوما اور زبان مبارک سے فرمایا۔ جو سرور مجھے تیرے کلام سے حاصل ہوا اس قدر سرور تجھے میرے نظارہ سے نہ ہوا ہوگا۔“

حضرت عائشہ صدیقہؓ کی محبت رسول علیہ کی ایک مثال وہ ہے جو قرآن مجید کی آیت تخیر کے نزول پر ظاہر ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا :

”اے نبی علیہ! بیویوں سے کہہ دیجئے کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور زینت چاہتی ہو تو آؤ تمہیں رخصتانہ دے دلا کر اپنے سے خوبی کے ساتھ علیحدہ کردوں لیکن اگر تم اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ علیہ اور آخرت کی خواہاں ہو تب تم میں سے جو نیکی کرنے والیاں ہیں ان کے لئے خدا تعالیٰ نے اجر عظیم مہیا کر رکھا ہے۔ (احزاب)

حضور نبی اکرم علیہ نے سب سے پہلے حضرت صدیقہؓ ہی کو یہ آیت سنائی اور تلاوت سے پیشتر یہ بھی فرمایا کہ میں ایک بات کا تم سے ذکر کرتا ہوں تم جواب دینے میں جلدی نہ کرنا اور اپنے والدین سے مشورہ کر لینا۔ حضرت صدیقہؓ نے آیت سنتے ہی جھٹ سے کہا۔ کیا میں اس معاملہ میں بھی والدین سے مشورہ کروں گی؟ میں تو اللہ تعالیٰ اور رسول علیہ اور آخرت ہی کو اختیار کرتی ہوں۔ (صحیح بخاری)

اس جواب میں انہوں نے اپنی محبت باخدا اور محبت رسول علیہ کا ثبوت بھی دیا۔ نیز دیگر ازواج کے لئے ایک سنت بھی قائم فرمائی۔ جس کا اتباع سب ازواج النبی علیہ نے فرمایا۔ فی الحقیقت یہ ایک

بہت بڑا شرف ہے۔

حضرت عروہ بن زبیرؒ جو فقہائے سبعہ کے اندر ایک درخشاں کوکب تھے فرماتے ہیں کہ میں نے کسی ایک کو بھی معانی قرآن اور احکام حلال و حرام اور اشعار عرب اور علم الانساب میں حضرت عائشہؓ سے بڑھ کر نہیں پایا۔

ام المومنین حضرت عائشہؓ کی خصوصیت تھی کہ جب کوئی نہایت مشکل اور پیچیدہ مسئلہ صحابہؓ میں آپڑتا تھا تو وہ حضرت صدیقہؓ کی جانب رجوع کرتے تھے اور ان کے پاس اس کے متعلق ضرور علم پایا جاتا تھا۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ جس طرح اپنے فرزندان شریعت کی شیر علم سے پرورش فرمایا کرتی تھیں اسی طرح اپنی جود و سخاوت سے فقراء و مساکین کی تربیت بھی فرماتی تھیں۔ عروہ بن زبیرؒ کہتے ہیں میں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کو دیکھا انہوں نے ایک روز میں ستر ہزار درہم راہ خدا میں صرف کئے۔ خود ان کے جسم پر پیوند لگا ہوا کرتا تھا۔ ایک روز عبداللہ بن زبیرؓ نے ان کی خدمت میں ایک لاکھ درہم بھیجے۔ انہوں نے سب کے سب اسی روز راہ خدا میں صدقہ کر دیئے۔ اس روز حضرت عائشہ صدیقہؓ کا روزہ بھی تھا۔ شام کو لونڈی نے سوکھی روٹی سامنے رکھ دی اور یہ بھی کہا کہ سالن کے لئے کچھ بچا لیا جاتا تو میں سالن بھی تیار کر لیتی۔ صدیقہؓ نے فرمایا مجھے تو خیال نہ آیا تو نے یاد دلا دینا تھا۔

طیبہ صدیقہؓ کا اثر ترقی اسلام کے ایام پر ہے۔ جو تفقہ انہوں نے دین میں حاصل کیا اور جو تبلیغ انہوں نے امت کو فرمائی اور علم نبوت کی اشاعت میں جو مساعی انہوں نے کیں اور جو علمی فوائد انہوں نے فرزندان امت کو پہنچائے وہ ایسا درجہ ہے جو کسی دوسری بیوی کو حاصل نہیں۔

کتب احادیث میں مرویات حضرت عائشہ صدیقہؓ کی تعداد دو ہزار دو سو دس ہے۔

صحیحین میں متفق علیہ	۱۷۴ حدیثیں
صرف صحیح بخاری میں	۵۴
صرف صحیح مسلم میں	۶۷
دیگر کتب معتبرہ میں	۱۹۱۷

فتاوئ شرعیہ اور حل مشکلات علمیہ اور بیان روایات عربیہ اور متعدد واقعات تاریخیہ کا شمار ان

کے علاوہ ہے۔

جہاد فی سبیل اللہ

انس بن مالکؓ فرماتے ہیں :

"کہ میں نے حضرت عائشہؓ اور ام سلیم کو دیکھا۔ کندھوں پر مشکیں اٹھائے ہوئے زخمیوں اور مومنین کے منہ میں پانی ڈالتی تھیں۔ پانی ختم ہو جاتا تو پھر مشکیں بھر لاتی تھیں اور زخمیوں کے منہ میں پانی ٹپکاتی جاتی تھیں۔" (صحیح بخاری)

جنگ بدر میں رایت نبوی کا پرچم (دوپٹہ) عائشہ صدیقہؓ تھا۔ یعنی جس نشان کے تحت میں ملائکہ نے خدمت اسلام ادا کی اور جس نشان پر اللہ کی اولین نصرت و فتح نازل ہوئی وہ نشان، عائشہ طیبہؓ کی اوڑھنی کا بنایا گیا تھا۔ یہ امر صدیقہؓ کی بڑی فضیلت کو ظاہر کرتا ہے۔

حضرت حسان بن ثابتؓ المؤید بروح القدس فرماتے ہیں :

حضرت عائشہ صدیقہؓ کے انصاف اور صداقت کے لمعاف اس وقت زیادہ نمایاں نظر آتے ہیں جب وہ اپنی کسی سوت کے متعلق اپنی رائے کا اظہار کیا کرتی ہیں۔ ام المومنین حضرت زینبؓ بنت جحش کی تعریف میں کہتی ہیں :

"ایک روز نبی اکرم ﷺ نے اپنی ازواج سے فرمایا تم میں سے وہ عورت مجھے جلد آکر ملے گی جو زیادہ سخی ہوگی۔ یہ سن کر سب ازواج بڑھ چڑھ کر کام کرنے لگیں۔ لیکن ہم میں سب سے زیادہ سخی زینبؓ ثابت ہوئیں کیونکہ وہ اپنے ہاتھوں کی محنت سے کماتیں اور پھر اس کو راہ خدا میں صدقہ دیا کرتی تھیں۔"

"میں نے کوئی عورت زینبؓ سے دین میں بہتر نہیں دیکھی۔ وہ اللہ کا زیادہ تقویٰ رکھنے والی بہت زیادہ سچ بولنے والی اقارب سے بہت بڑھ کر سلوک کرنے والی اور بہت زیادہ دینے والی تھیں۔"

ام المومنین حضرت صفیہؓ کی تعریف میں فرماتی ہیں :

"میں نے صفیہؓ جیسی کوئی عورت عمدہ کھانا بنانے والی نہیں دیکھی۔"

ام المومنین حضرت سودہؓ کی تعریف میں فرماتی ہیں :

"سودہؓ میں ذرا تیزی تو تھی ورنہ اور کوئی بھی ایسا نہیں جس کے درجہ میں ہونا مجھے سب سے

زیادہ پیار ہو۔“

بشر بن عقربہؓ سے روایت ہے کہ احد کے دن میرے والد شہید ہو گئے تھے میں وہاں :حار و رہا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

”کیا تو اس سے خوش نہیں کہ عائشہ تو تیری ماں ہو اور میں تیرا باپ ہوں۔“(استیعاب)

اس حدیث میں بمقابلہ دیگر ازواج کے حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت عائشہؓ کی تخصیص امومت فرمائی۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ جن خصوصیات کا ذکر بطور فخر فرمایا کرتی تھیں۔ ان میں سے ایک یہ فقرہ بھی ہے:

”حضور نبی اکرم ﷺ نے میرے گھر میں میری نوبت میں وفات پائی اور آخر میں اللہ تعالیٰ نے میرے لعاب کو آنحضرت ﷺ کے ساتھ ملا دیا۔ وہ اس طرح کہ (میرے بھائی) حضرت عبدالرحمٰن مسواک لے کر آئے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کو بہت زیادہ ضعف تھا (یہ دیکھ کر کہ) آنحضرت ﷺ کو مسواک کرا دی۔

اقوال صدیقہؓ

حضرت عائشہ صدیقہؓ کا قول ہے۔ در جنت کو کھٹکھٹاؤ کھولا جائے گا۔ لوگوں نے کہا کیوں کر کھٹکھٹائیں۔ فرمایا بھوک اور پیاس کی برداشت سے جنت کے دروازے کو کھٹکھٹا سکتے ہیں۔

ایک بار ایک شخص نے سوال کیا میں اپنے آپ کو نیک کب سمجھوں؟ فرمایا جب تو اپنے آپ کو نیک سمجھنے لگے۔

انتقال نبوی ﷺ کے وقت ان کی عمر ۱۸ سال کی تھی۔ ۹ سال کی مصاحبت قدسیہ میں جو علوم عالیہ سیکھے تھے قریباً نصف صدی تک فرزندان روحانی کو ان کی تعلیم دیتی رہیں۔

اقارب

حضرت عائشہ صدیقہؓ کی والدہ ام رومان کنانیہ ہیں جن کا انتقال رمضان ۶ ہجرت میں ہوا تھا۔

حضور نبی کریم ﷺ ان کی قبر میں خود اترے تھے اور یہ فرمایا تھا:

’’الٰہی تجھ سے پوشیدہ نہیں کہ ام رومان نے تیرے لئے تیرے رسول ﷺ کے لئے کیا کچھ برداشت کیا ہے:

نیز فرمایا:

’’اگر کوئی شخص حوران جنت میں سے کسی عورت کا دیکھنا پسند کرتا ہو تو وہ ام رومان کو دیکھ لے۔‘‘

عبدالرحمٰن بن ابوبکرؓ ان کے حقیقی بھائی ہیں۔ بہادران عرب میں سے تھے۔ جنگ یمن میں فتح گویا ان ہی کی شجاعت سے ہوئی۔

حضرت عبدالرحمٰن کا پوتا بھی صحابی ہے اس طرح ابوبکر صدیقؓ کے خاندان میں چار نسلیں صحابی ہیں اور یہ وہ شرف ہے جو کسی دوسرے صحابی کو حاصل نہیں۔

حضرت عائشہؓ نے ان کی وفات پر یہ دو شعر بطور تمثیل پڑھے تھے:

كنا كند مالي جذيمه حقبة
من الدهرحتي قيل لن يتصدعا

فلما تفرقنا كاني ومالكا
لطول اجتماع لم نبت ليلة معا

(۱)............ طفیل بن سنجرہ ان کا اخیافی بھائی ہے۔

(۲)............ عبداللہ بن فضالہ لیثی حضرت عائشہؓ کا پدر رضاعی تھا۔ ابا عائشہؓ کنیت کرتا تھا۔ قاضی بصرہ ہو گیا تھا۔ عبداللہؓ اور فضالہؓ دونوں صحابی تھے۔

ان کی علاتی بہن اسماء بنت ابوبکر ذات النطاقین ہیں۔ ان کا اسلام ۱۷ شخصوں کے بعد تھا۔ قریباً سو سال کی عمر میں جمادی الاول ۷۳ ہجری وفات پائی۔ زبیر بن العوامؓ کی بیوی اور عبداللہ بن زبیرؓ کی والدہ تھیں۔

ان کے علاتی بھائی عبداللہ بن ابوبکرؓ ہیں جو غزوہ حنین میں زخمی ہو کر اور کچھ عرصہ بیمار رہ کر

فوت ہوئے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے جو فرمان عیسائیاں نجران کو ان کے حقوق کے متعلق دیا تھا اس کے کاتب یہی عبداللہ بن ابی بکرؓ تھے۔ ان کی ایک بہن اور ہیں جو اسماء بنت عمیس کے بطن سے تھیں۔ یہ وفات صدیقؓ سے چند ماہ بعد پیدا ہوئی تھیں۔

انہی کے علاتی بھائی محمد بن ابوبکرؓ ہیں جو ربیب علی المرتضیٰؓ ہیں۔ حضرت علیؓ نے اپنی خلافت میں ان کو حاکم مصر بنایا تھا۔

حضرت صدیقہؓ کی ایک لونڈی بریرہ تھیں۔ عبدالملک کا بیان ہے کہ سلطنت ملنے سے پیشتر وہ مدینہ میں بریرہ کے پاس بیٹھا کرتا تھا اور بریرہؓ مجھ سے کہا کرتی تھی کہ عبدالملک تجھ میں کچھ خصلتیں اچھی ہیں اور میں سمجھتی ہوں کہ تو سلطنت کے شایان ہے۔ پس اگر تو صاحب سلطنت ہو گیا تو خون ریزی سے بچنا۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

”کوئی شخص جنت کے قریب پہنچ جائے گا حتیٰ کہ اسے دیکھنے لگے پھر اسے داخل ہونے سے روک دیا جائے گا کیونکہ اس نے مسلمانوں کا بہت سا خون بے وجہ کیا ہوگا۔“

ہم دونوں نعمان کے مصاحبوں کی طرح ایسے کھڑے رہتے کہ لوگ سمجھنے لگے کہ یہ کبھی جدا نہ ہوں گے۔ لیکن جدائی ہوئی تو فراق میں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا کبھی ایک شخص بھی اکٹھے نہ رہے تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ نے ۶۳ سال کی عمر میں ۱۷ رمضان المبارک ۵۷ ہجری کو مدینہ منورہ میں اجل طبعی سے وفات پائی اور جنت البقیع میں استراحت فرمائی۔

اعلان

ماہنامہ لولاک کے ان خریدار حضرات سے التماس ہے جن کی زر سالانہ خریداری کی مدت ختم ہو چکی ہے اور ان حضرات کو بذریعہ لیٹر آگاہ کیا جا چکا ہے۔ دوبارہ گزارش ہے کہ براہ کرم! اس دینی پرچہ کے ساتھ تعاون کرتے ہوئے سالانہ زر خریداری بذریعہ منی آرڈر بنام لولاک بھیج کر مشکور فرمائیں!

ادارہ

ملفوظات و ارشادات

مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

ترتیب : سید شمشاد حسین شاہ

31------- سرگودھا کی گول چوک مسجد میں ایک بار مولانا محمد علی جالندھریؒ نے شان صحابہ کے موضوع پر اپنے مخصوص انداز میں تقریر فرمائی۔

فرمایا کہ خلیفہ اول سیدنا صدیق اکبرؓ کے انتقال پر جب حضرت عمر فاروقؓ خلیفہ بنائے گئے تو اپنے امور مملکت چلانے والے ساتھیوں سے حضرت صدیق اکبرؓ کے معمولات دریافت فرمائے۔ جس پر انہوں نے صبح سے شام تک کے معمولات بیان کردیئے اور یہ بھی بتلایا کہ آخری ایام میں آپ کا یہ معمول بھی تھا کہ آپ صبح کو اتنی مقدار میں حلوہ تیار کراتے اور اسے لے کر بازار کی اس سمت روانہ ہو جاتے مگر خود ان کو وہ حلوہ تناول کرتے نہیں دیکھا اور نہ ہی یہ معلوم ہے کہ وہ کس کی خاطر یہ حلوہ تیار کراتے تھے۔

حضرت فاروق اعظمؓ نے فرمایا کہ آپ لوگ اسی مقدار میں حلوہ تیار کریں اور مجھے سمت بتلادیں کہ کس طرف جایا کرتے تھے میں اسی طرف چلا جاؤں گا میرا اللہ میری رہنمائی فرمائے گا۔ چنانچہ حلوہ تیار کر کے آپ کے حوالے کردیا گیا اور سمت بھی بتلادی گئی۔ آپ اسی جانب اللہ تعالیٰ کا نام لے کر روانہ ہو گئے اور بازار کے دونوں جانب دیکھتے گئے مگر پورے بازار میں کوئی بھی آپ کو حلوہ کا مستحق نظر نہ آیا۔ البتہ بازار ختم ہونے پر راستہ کی ایک جانب آپ نے ایک اپاہج کو لیٹے ہوئے دیکھا جو نابینا تھا اور اس کے پورے بدن پر پھنسیاں نکلی ہوئی تھیں۔ حتیٰ کہ اس کا چہرہ بھی پھوڑے اور پھنسیوں سے بھرا ہوا تھا۔ آپ نے اس کو دیکھتے ہی دل میں سوچا کہ اس سے بڑھ کر حلوہ کا مستحق کون ہو سکتا ہے۔ چنانچہ آپ اس

بوڑھے کے قریب بیٹھ گئے اور اپنے دست مبارک سے حلوے کا لقمہ اس کے منہ میں ڈالنا چاہا مگر اس بوڑھے نے ایک چیخ ماری اور کہنے لگا کہ آج یہ کون آیا ہے جسے کھلانا بھی نہیں آتا۔ آپ نے فرمایا کیا بات ہے۔ کھلانے میں مجھ سے کیا غلطی ہوئی۔ تو وہ کہنے لگا کہ جو شخص روزانہ آیا کرتا تھا وہ کہاں گیا۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے فرمایا کہ وہ امیر المومنین صدیق اکبرؓ تھے جن کا کل انتقال ہو گیا ہے اور اب لوگوں نے مجھے خلیفہ بنایا ہے۔ اس لئے اس خدمت کے لئے میں حاضر ہوا ہوں یہ سن کر وہ بوڑھا رونے لگا اور کہا کہ مجھے خبر تھی کہ وہ امیر المومنین تھے اور اگر مسلمانوں کا امیر المومنین اتنا رحم دل ہے تو پہلے مجھے کلمہ پڑھاؤ اور مسلمان بناؤ کیونکہ میں یہودی ہوں۔ اس کے بعد اس نے بتلایا کہ چونکہ میرے ہونٹ زخمی ہیں اس لئے انگلی کے پورے بھی ان زخموں پر چبھتے ہیں اور میں قربان جاؤں اس خلیفہ پر کہ وہ اپنی زبان پر حلوہ رکھ کر میرے منہ میں ڈالتے تھے۔ یہ سن کر حضرت فاروق اعظمؓ آبدیدہ ہو گئے اور اس بوڑھے کا خاص اہتمام کرنے کو فرمایا۔

32--------شان صدیق اکبرؓ بیان فرماتے ہوئے فرمایا کہ مرنے پر کفن پہننا ہر میت کا بنیادی حق ہے مگر یہ صدیق اکبرؓ تھے کہ جنہوں نے یہ حق بھی اپنے رسول ﷺ کی امت پر قربان کر دیا اور فرمایا کہ نیا کفن پہن کے کیا کروں گا جو کفن تم مجھے پہناؤ گے وہ مدینہ کے کسی یتیم کے پہننے کے کام آجائے گا مجھے میرے انہی کپڑوں میں دفنا دینا۔

33--------شان فاروق اعظمؓ...... فرمایا کہ دور جاہلیت میں ایک مرتبہ حضرت عمر فاروقؓ تجارت کی غرض سے شام تشریف لے گئے۔ آپ گھوڑے پر سوار تھے بازار میں ایک یہودی نے آپ کو دیکھا تو آپ کے گھوڑے کی باگ پکڑ لی اور گھوڑا روک کے پوچھا کہ کیا آپ کا نام عمرؓ ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں میرا نام عمرؓ ہے۔ پھر اس نے پوچھا کہ کیا آپ کے والد کا نام خطاب ہے اور آپ مکہ کے رہنے والے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں تم ٹھیک کہتے ہو۔

وہ کہنے لگا بس یہی پوچھنا تھا اب آپ جائیں۔ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ یہ کیا بات ہوئی۔ تو وہ کہنے لگا کہ ابھی تھوڑے عرصہ کے بعد تمہارے شہر میں ایک شخص نبوت کا دعویٰ کرے گا۔ تم اس پر ایمان لاؤ گے اور ان کی وفات کے بعد تم دوسرے خلیفہ ہو گے۔ آپ نے پوچھا کہ تم کو یہ سب کیسے

معلوم ہوا۔ تو وہ کہنے لگا کہ آپ گھوڑے پر سوار ہیں اور آپ کی پنڈلی ننگی ہے اس پنڈلی پر جو نشان ہے یہ نشان دیکھ کر مجھے شک ہوا اور میں نے آپ کا چہرہ دیکھا۔ چہرے کی علامات بھی وہی ہیں جو ہماری کتابوں میں موجود ہیں۔ اس لئے میں نے اپنی بات کی تصدیق آپ سے کرنی چاہی۔ حضرت عمرؓ اس کی یہ بات سن کر ہنس دیئے اور گھوڑا آگے بڑھا لیا۔

سبحان اللہ! آپ اندازہ لگائیں کہ یہودیوں کی کتابوں میں اصحاب رسول ﷺ کے نام اور ان کی علامات تک محفوظ تھیں۔

34------اسی طرح کا ایک اور واقعہ سنایا۔ فرمایا کہ حضرت فاروق اعظمؓ ایک بار مسجد نبوی میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ ایک اجنبی بوڑھا وہاں آیا اور مجلس میں بیٹھنے کے بعد اپنی جیب سے کاغذ کا پرانا پرزہ نکالا اور حضرت عمرؓ کی طرف بڑھا دیا۔ آپ نے اس کاغذ کو کھولا اور اس کی تحریر کو پڑھ کر آپ مسکرائے اور پھر ایک ٹھنڈی آہ بھری۔ قریب بیٹھے ہوئے ساتھیوں نے وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا کہ اس بوڑھے نے دور جاہلیت کا ایک واقعہ یاد دلا دیا ہے۔ فرمایا ایک مرتبہ تجارت کی غرض سے میں ان کے علاقہ میں گیا ہوا تھا۔ اس وقت میری بھرپور جوانی تھی اور یہ شخص ادھیڑ عمر تھا۔ اس نے مجھے بازار میں دیکھا اور مجھ سے کہا کہ نوجوان گرمی بہت ہے اگر تھوڑی دیر دوپہر میں میرے گھر آرام کر لو تو مجھے خوشی ہوگی۔ میں نے اس سے کہا کہ میں قافلہ کے ہمراہ ہوں اگر میں آپ کے ہاں رک گیا تو قافلہ آگے نکل جائے گا اور میں پیچھے رہ جاؤں گا۔ یہ کہنے لگا کہ تم جوان مرد ہو گھوڑا تمہارے پاس ہے۔ دو گھنٹے آرام کرنے کے بعد تم آسانی سے قافلہ کو جا ملو گے۔ چونکہ گرمی بہت تھی اس لئے مجھے اس کی بات اچھی لگی اور میں اس کے ہمراہ اس کے گھر چلا گیا۔ اس نے میرے ہاتھ پاؤں دھلوائے۔ دستر خوان بچھایا اور پر تکلف کھانا مجھے کھلایا۔ مجھے بھوک لگی تھی اس لئے خوب سیر ہو کر میں نے کھایا۔ اس کے بعد اس نے بہترین بستر لگوا دیا اور مجھے آرام کرنے کو کہا۔ میں لیٹ گیا۔ یہ سرہانے کھڑا ہو کے مجھے پنکھا جھلنے لگا۔ اس پر میں نے کہا کہ آپ نے بہترین کھانا مجھے کھلایا۔ سونے کو اچھا بستر دیا۔ پردیس میں اتنا ہی کافی ہے۔ آپ پنکھا جھلنے کی زحمت نہ کریں۔ مگر اس نے کہا تم میرے مہمان ہو اور یہ میرا فرض ہے۔ مجھے خدمت کرنے میں خوشی محسوس ہو رہی ہے بس تم سو جاؤ۔ چنانچہ میں سو گیا اور مجھے خوب نیند آگئی۔

جب دو تین گھنٹے کے بعد آنکھ کھلی تو ابھی تک یہ شخص پنکھا جھل رہا تھا۔ میں نے شکریہ ادا کیا اور جانے کی اجازت چاہی۔ اس نے کہا جیسے آپ کی مرضی مگر میری ایک گزارش ہے کہ آپ اس تحریر پر اپنے دستخط کر دیں۔

جب اس نے یہ کاغذ میرے سامنے کیا تو میں نے کہا کہ بھائی لگتا ہے آپ بھول گئے ہیں۔ میں اس علاقہ کا کوئی آفیسر یا محصول لینے والا نہیں ہوں۔ اس نے کہا مجھے معلوم ہے کہ آپ مکہ کے رہنے والے ہیں اور آپ کا نام عمر ہے۔ آپ کے والد کا نام خطاب ہے۔ بس آپ اس پر دستخط کر دیں آپ کی مہربانی ہوگی۔ چنانچہ میں نے اسے اس کی خام خیالی سمجھ کر خوشی خوشی دستخط کر دیئے۔

اب میں مسکرایا تو اس لئے تھا کہ اس نے مجھے پرانی بات یاد دلادی اور ٹھنڈی آہ اس لئے بھری کہ میں اس کی خدمات کے باوجود اس کی مدد نہیں کر سکتا۔ فرمایا کہ اس کاغذ پر یہ لکھا ہوا ہے کہ :

"تمہارا جزیہ معاف کیا جاتا ہے۔"

اب بتلاؤ کہ دور جاہلیت کا یہ معاہدہ میں کیسے نبھا سکتا ہوں۔ شریعت کے قانون کو عمر کیسے توڑ سکتا ہے۔ شریعت کا یہ واضح قانون ہے کہ جو علاقہ لڑ کر فتح کیا جائے وہاں کی زمینیں سب کچھ مال غنیمت میں شمار ہوتی ہیں اور جہاں ہتھیار ڈال دیئے گئے ہوں اور بغیر لڑے وہ علاقہ مسلمانوں کو مل جائے تو وہاں کی زمینوں پر خراج یا جزیہ لاگو ہوتا ہے۔ اب اس کا جزیہ میں کیسے معاف کر سکتا ہوں۔

اس طرح بیت المقدس کی فتح کا پورا واقعہ تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا۔ اس واقعہ میں ایک بات یہ فرمائی کہ سفر سے قبل اپنے اصحاب شوریٰ سے مشورہ کیا تو حضرت علیؓ نے یہ فرمایا کہ گرمی بہت اور آپ بوڑھے آدمی ہیں۔ سفر بہت دور کا ہے۔ اس لئے آپ کو اتنا لمبا سفر کرنے کی ضرورت نہیں۔ اللہ نے چاہا تو بیت المقدس مسلمان فتح کریں گے مگر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ یہ آپ کی محبت ہے اور آپ کو ایسا ہی مشورہ دینا اچھا لگتا تھا۔ مگر میں یہ کہتا ہوں کہ اگر میرے جانے سے بغیر لڑے وہ علاقہ فتح ہوتا ہے تو مسلمانوں کی خیر خواہی اسی میں ہے کہ میں وہاں ضرور جاؤں۔ چنانچہ آپ گئے فرمایا کہ یہ تھی ان کی آپس میں محبت اور مودت۔

35------- فرمایا کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ اصحاب کی مجلس میں تشریف فرما تھے۔

آپ ﷺ کی ایک پنڈلی مبارک سے تھوڑا سا کپڑا ہٹا ہوا تھا۔ اتنے میں حضرت ابوبکر صدیقؓ حاضر خدمت ہوئے اور سلام عرض کر کے مجلس میں بیٹھ گئے۔ حضور ﷺ اسی حالت میں بیٹھے رہے۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت عمر فاروقؓ حاضر ہوئے۔ سلام عرض کر کے وہ بھی مجلس میں شریک ہو گئے۔ حضور ﷺ اسی حالت میں بیٹھے رہے۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت عثمان غنیؓ حاضر خدمت ہوئے سلام عرض کیا۔ حضرت عثمانؓ کو دیکھتے ہی حضور ﷺ نے اپنی پنڈلی مبارک پر کپڑا ٹھیک کیا۔ اصحاب رسول ﷺ تو آپ کی ایک ایک ادا پر نظر رکھتے تھے وجہ بھی پوچھ لیتے تھے۔ چنانچہ کسی صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ابوبکر صدیقؓ آئے آپ اسی حالت میں بیٹھے رہے۔ عمر فاروقؓ حاضر ہوئے پھر بھی آپ ﷺ نے حالت نہ بدلی مگر عثمانؓ کے آتے ہی آپ ﷺ نے پنڈلی مبارک کو کپڑے سے ڈھانپ لیا۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا بات یہ ہے کہ عثمان سے تو اللہ کے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔ پھر میں حیا کیوں نہ کروں۔ یہ عثمانؓ ہی تھے جن کے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ اگر میری اور بیٹی ہوتی تو دوسری بیٹی کے انتقال کے بعد میں اسے بھی عثمان کے نکاح میں دے دیتا۔ نبی پاک ﷺ کی دو بیٹیاں آپ کے نکاح میں تھیں۔ یہ اعزاز کیا کم ہے اسی لئے آپ کو ذوالنورین کہتے ہیں۔ دین اسلام کے لئے جتنا خرچ آپ نے کیا شاید ہی کسی اور نے کیا ہو۔

36-------- فرمایا کہ یہ تو چاروں خلفاء کے چند واقعات تھے۔ ان کے علاوہ بھی ایک ایک صحابی اپنی مثال آپ تھے۔ عرب کا گرم صحرا۔ تپتی ہوئی ریت اور آگ کے انگاروں پر حضرت بلال حبشیؓ کو لٹایا جاتا ہے پوری کمر جل کر کوئلہ ہو جاتی ہے مگر زبان سے اگر کوئی لفظ نکلتا ہے تو وہ ایک ہی لفظ ہے:

"احد...... احد"

گرمی کا موسم ہے۔ حالت جنگ ہے۔ بدن زخموں سے چور ہیں۔ جان نکلنے والی ہے۔ العطش العطش کا شور ہے۔ پانی کا پیالہ لے کر جب ایک زخمی صحابی کے پاس ساقی پہنچتا ہے۔ وہ صحابی پیالے کو ہونٹ کے قریب لاتے ہیں کہ ساتھ میں لیٹے ہوئے دوسرے صحابی کی آواز کانوں میں پڑتی ہے۔ ہائے پیاس! وہ صحابی خود پانی نہیں پیتے بلکہ فرماتے ہیں پہلے میرے بھائی کو پانی پلاؤ۔ جب وہ پیالہ لے کر ان کے قریب جاتے ہیں تو ایک تیسرے صحابی پیاس کی آواز بلند کرتے ہیں۔ وہ دوسرے صحابی بھی اپنے

بھائی سے قبل پانی پینا گوارہ نہیں کرتے اور ان کی جانب اشارہ کرتے ہیں کہ پہلے ان کو پلاؤ۔ جب ساقی تیسرے زخمی صحابی کے پاس پہنچتے ہیں تو وہ اللہ کو پیارے ہو چکے ہوتے ہیں۔ ساقی دوڑ کر دوسرے صحابی کے پاس پہنچتا ہے مگر وہ بھی شہید ہو چکے ہوتے ہیں۔ وہ رک کر پہلے کی جانب بڑھتے ہیں تو وہ بھی جنت میں پہنچ چکے ہوتے ہیں۔

دنیا کی تاریخ میں کوئی دوسری ایسی مثال آپ نہیں لا سکتے۔ یہ شرف صرف اور صرف رسول اللہ ﷺ کی جماعت کو حاصل ہے۔ اسی لئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرا ایک ایک صحابی روشن ستارے کی مانند ہے۔ قرآن پاک میں بھی صحابہ کی شان میں یہ جملے موجود ہیں کہ وہ دشمن پر سخت ہیں مگر آپس میں شیر و شکر ہیں۔

37--------صحابہ دین کا معیار ہیں۔ قرآن، حدیث حتیٰ کہ پورا دین ہم تک انہیں کے ذریعہ پہنچا ہے۔ اگر ان کے ذریعے کو بیچ سے نکال دیں تو ہمارے پاس کیا بچتا ہے۔

بد قسمت ہیں وہ لوگ جو ان مقدس ہستیوں پر تنقید کے نشتر چلاتے ہیں۔ اگر ان میں آپس میں کوئی اختلاف تھا تو وہ بھی اجتہادی اختلاف تھا اور وہ بھائیوں کا آپس کا اختلاف تھا۔ ہمیں حق نہیں پہنچتا کہ ہم ان پر فتوے لگائیں۔ جو ان کے ایمان اور ایقان میں شک کرتا ہے وہ اپنے ایمان کا فکر کرے۔

وہ تو آپس میں ایسے رحم دل تھے کہ ایک دوسرے سے قبل پانی پینا گوارہ نہیں کیا بھلا کیا جنت میں اکیلے جانا گوارا کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لوگو! میرے صحابہ کے بارے میں ڈرو (یعنی طعن کرنے سے ڈرو) آج تین قسم کے لوگ موجود ہیں۔ ایک گروہ تو اہل بیت کے خلاف بات کرتا ہے یعنی خارجی۔ دوسرا گروہ صحابہ پر طعن کرتا ہے یعنی رافضی اور تیسرا گروہ دونوں کو یعنی اہل بیت اور صحابہ کو اپنی آنکھوں کا نور اور دل کا سرور سمجھتا ہے۔

یہی وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ:

''میری امت میں صرف ایک گروہ نجات پانے والا ہوگا: ''ماانا علیه واصحابی'' اور یہ ہیں اہل سنت والجماعت۔

☆......☆......☆

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو

زندہ آسمان پر اٹھائے جانے کے دلائل

حضرت مولانا عاشق الٰہی بلند شہری

بے شک قرآن شریف کا یہ دعویٰ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ اپنے مادی جسم کے ساتھ آسمان پر اٹھائے گئے۔اس کی دلیل ملاحظہ کیجئے:

آنحضرت ﷺ سے پہلے یہود و نصاریٰ کا یہ عقیدہ تھا کہ حضرت عیسیٰ سولی پر چڑھائے گئے اور قتل کیے گئے لیکن یہود و نصاریٰ میں سے کوئی اس کا قائل نہ تھا کہ حضرت عیسیٰ اپنی طبعی موت سے مر گئے۔اس لئے کہ یہودیوں کا عقیدہ تھا کہ حضرت مسیح اپنی نبوت کے دعوے میں جھوٹے تھے اور ان کے عقیدہ کے مطابق جو جھوٹا ہوتا ہے وہ یا تو سولی پر چڑھایا جاتا ہے یا قتل کیا جاتا ہے اور جو سچا نبی ہوتا ہے وہ اپنی طبعی موت مرتا ہے اور عیسائیوں کو اپنے مسئلہ کفارہ کو ثابت کرنا تھا۔اس لئے اگر حضرت مسیح اپنی طبعی موت مرے ہوتے تو کفارہ کا مسئلہ نہیں ثابت ہو سکتا تھا۔اس لئے دونوں یہود و نصاریٰ اسی کے قائل تھے کہ حضرت مسیح مصلوب ہوئے اور قتل کیے گئے۔ طبعی موت کا ثبوت ان دونوں میں سے کسی سے نہیں ملتا۔ قرآن شریف نے اس کا جواب اس طرح دیا ہے:

” وماقتلوه وماصلبوه ولكن شبه لهم وان الذين اختلفوا فيه لفي شك منه مالهم به من علم الااتباع الظن وماقتلوه يقينا بل رفعه الله اليه وكان الله عزيزاً حكيما۰“

ترجمہ:...... ” حالانکہ نہ انہوں نے اس کو قتل کیا اور نہ سولی دی لیکن وہ ان کے سامنے مشتبہ کیا گیا جو لوگ اس امر میں کہ مسیح کو قتل و سولی نہیں ہوئی۔ قرآن کے بیان سے مخالف ہیں وہ اس واقعہ سے بے خبری میں ہیں۔اس دعویٰ کی ان کے پاس کوئی دلیل نہیں۔“

"وان من اھل الکتاب الا لیومنن بہ قبل موتہ ویوم القیامۃ یکون علیھم شھیدا۰"

ترجمہ: "ہاں اٹکلوں اور خیالوں کے تابع ہیں۔ انہوں نے ہرگز اس کو قتل نہیں کیا بلکہ خدا نے اپنے پاس اٹھالیا اور خدا غالب ہے اور حکمت والا۔"

ترجمہ: "نہیں ہے کوئی کتاب سے مگر البتہ ایمان لاوے گا ساتھ اس کے پہلے موت اس کی سے اور دن قیامت کے ہوگا۔ اوپر ان کے گواہ۔"

ہمارا دعویٰ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام اپنے مادی جسم کے ساتھ آسمان پر اٹھائے گئے اور قیامت کے قریب دنیا میں پھر نزول فرمائیں گے جس کی تفصیل یہ ہے۔ یہودیوں اور عیسائیوں میں جو یہ خیال تھا کہ حضرت عیسیٰ مسیح سولی دیئے گئے اور قتل کئے گئے تو ظاہر ہے کہ یہ سولی اور قتل مادی جسم کے ساتھ تھا اور اسے دنیا جانتی ہے کہ قتل وپھانسی مادی جسم کے ساتھ ہوا کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اس کی تردید فرمائی کہ مسیح کے مادی جسم کو نہ سولی دی گئی اور نہ قتل کیا گیا بلکہ اس مادی جسم کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھالیا۔ اس آیت میں "بل" قابل غور ہے اگر مادی جسم کا آسمان پر اٹھایا جانا نہ مانا جائے تو آیت کے لفظوں کی ترتیب غلط ہوتی ہے اور سوال ہوتا ہے کہ حضرت مسیح کے مادی جسم کو نہ سولی دی گئی اور نہ قتل کیا گیا بلکہ اس مادی جسم کو خدا نے اپنی طرف اٹھالیا۔

ہمارا دعویٰ ہے کہ دوسرا جزو یہ ہے کہ حضرت مسیح زندہ اپنے مادی جسم کے ساتھ آسمان سے نزول فرمائیں گے اس کے بعد ان کی طبعی موت ہوگی۔ اس کے ثبوت میں مندرجہ بالا آیات کے دوسرے حصہ پر غور کیجئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ حضرت مسیح کی طبعی موت سے قبل تمام یہود ونصاریٰ آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ یہ ظاہر ہے کہ یہود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہیں مانتے بلکہ اسی طرح ان کے دشمن ہیں اور برا بھلا کہتے ہیں جس طرح کہ بقول یہودیوں کے سولی کے وقت کہتے تھے۔ اس سے ثابت ہوا کہ یہودی ابھی تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہیں لائے ہیں اور عیسائی جیسا مانتے ہیں وہ اس سے صاف ثابت ہوگیا کہ ابھی حضرت عیسیٰ نے انتقال (طبعی موت) نہیں فرمایا ہے بلکہ ابھی تک زندہ آسمان پر ہیں اور آنحضرت ﷺ کے ارشاد کے مطابق ملک عرب (دمشق) میں آسمان سے اپنے مادی جسم کے ساتھ اتریں گے۔ قتل دجال فرمائیں گے شادی کریں گے اولاد ہوگی پھر مدینہ منورہ میں اپنی طبعی موت

سے انتقال فرمائیں گے اور آنحضرت ﷺ کے روضہ اطہر میں جو ایک جگہ خالی ہے وہاں پر دفن کئے جائیں گے۔ بحمد اللہ! دونوں باتوں کا ثبوت قرآن شریف سے ہو گیا ہے۔

قادیانی اس موقع پر یہ کہتے ہیں کہ " رفعه الله" سے مراد رفع درجات ہے نہ کہ "رفع" جسم مادی۔ یہ ان کا ایک قسم کا دھوکہ ہے۔ اس لئے کہ اگر رفع سے مراد رفع درجات لیا جائے تو اس سے: "وماقتلوه وماصلبوه" کی تردید ہوتی ہے یعنی یہ ثابت ہوتا ہے کہ مسیح کو سولی دی گئی اور قتل کیا گیا تاکہ رفع درجات ہو۔ حالانکہ خدا تعالیٰ سولی اور قتل کی نفی کرتے ہیں۔ یہ امر بھی قابل سوال ہے کہ جب رفع درجات مراد ہے تو نفی قتل و صلب کے بعد "بل" کی کیا ضرورت ہے؟ حضرت ادریس علیہ السلام کے متعلق ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "ورفعناه مكاناً عليا." اس آیت میں "بل" نہیں ہے اور نہ "اليه" ہے۔ پس اس آیت سے حضرت مسیح کے رفع درجات کو ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے کہ حضرت مسیح کے متعلق ان کے مادی جسم کا ذکر ہے۔ کہ ان کے مادی جسم کو نہ سولی دی گئی اور نہ قتل کیا گیا۔ بلکہ اس مادی جسم کو خدا نے اپنی طرف اٹھالیا۔ پس رفع درجات کی تاویل محض دھوکہ ہے۔ رفع درجات کے لئے: "وكان الله عزيزاً حكيما" کا کیا تعلق اور اس کی کیا ضرورت ہے؟ اس لئے کہ شہدا کے رفع درجات تو ہوتے ہی ہیں۔ یہ تو عام بات ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی غلبہ و حکمت کا ذکر فرمایا ہے۔ تو یہ اسی لئے کہ عام لوگوں کے نزدیک مادی جسم کا آسمان پر جانا اور وہاں پر اتنے دونوں تک قیام اور پھر دنیا میں نزول ایک تعجب اور انہونی سے بات معلوم ہوتی ہے۔ مگر اللہ اس پر غالب ہے۔ وہ اسی غلبہ سے مادی جسم کو آسمان پر لے گیا اور اپنی حکمت سے اب تک رکھے ہوئے ہے اور وقت مقررہ پر دنیا میں پھر نزول کرائے گا۔ آیت زیر بحث سے ہم نے حضرت مسیح کا "رفع الى السماء" اور نزول ثابت کیا ہے۔ اب ہم قادیانیوں کی دلیلیں بیان کر کے شافعی جواب تحریر کرتے ہیں۔

پہلی دلیل

قادیانی اس سلسلہ میں یہ آیت پیش کرتے ہیں یعنی: "انی متوفيك ورافعك الی" اور کہتے ہیں کہ یہ آیت بتلاتی ہے کہ حضرت مسیح مر گئے اور ان کا درجہ بلند کیا گیا۔ مرزائی اس میں بھی عوام کو دھوکہ دیتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ اس آیت میں "و" ترتیب کا ہے۔ جس کا مطلب یہ لیتے ہیں کہ پہلے وہ

مر گئے۔ اس کے بعد ان کا درجہ بلند کیا گیا۔ یہ بالکل غلط ہے "و" ترتیب کا ہوتا ہی نہیں ورنہ اس کے یہ معنی ہوں گے کہ خدا کے اس ارشاد : " واقیموالصلوٰۃ واتوالزکوٰۃ ۰ "یا" اقیمو الصلوٰۃ ولاتکونوا من المشرکین ۰ "یعنی پہلے نماز پڑھو اس کے بعد شرک چھوڑ دو۔ حالانکہ یہ دونوں معنی غلط ہیں۔ پس اس آیت سے ثابت ہوا کہ "و" ترتیب کا نہیں ہوتا۔ اگر ترتیب کا "و" لیا جائے تو قادیانی یہاں کیا جواب دیں گے۔ ایک جگہ خدا تعالیٰ فرماتے ہیں کہ : " برب موسیٰ وہارون ۰ "دوسری جگہ خدا تعالیٰ فرماتے ہیں : "برب ہارون وموسیٰ ۰ "اگر "و" ترتیب کا مانا جائے تو ان دونوں آیتوں میں ایک سچی ہوگی اور دوسری جھوٹی۔ حالانکہ دونوں آیتیں سچی ہیں۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ "و" ترتیب کا ہوتا ہی نہیں۔ اب : " انی متوفیک " کا اصل مطلب سنئے : جب حضرت عیسیٰ مسیح اپنے دین کی تبلیغ فرما رہے تھے تو یہودیوں کی طرف سے ان کی سخت مخالفت تھی اور حضرت عیسیٰ مسیح کو اپنی جان کا سخت خطرہ تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تسلی کے لئے فرمایا کہ : " انی متوفیک ورافعک الی "یعنی اے عیسیٰ ! تو دشمنوں سے خوف نہ کر۔ یہ تجھے نہ سولی پر چڑھا سکتے ہیں اور نہ قتل کر سکتے ہیں بلکہ میں تجھے طبعی موت دوں گا اور جب تو دشمنوں کے نرغے میں پھنسے گا تو میں تجھے اپنے پاس اٹھا لوں گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دشمنوں کے نرغے میں پھنسے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو بچایا اور مادی جسم کے ساتھ آسمان پر اٹھا لیا۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب سراج منیر ص ۳۰ پر یہ مانا ہے کہ :

" انی متوفیک ورافعک الی " تسلی کے لئے حضرت عیسیٰ کو الہام کیا گیا تھا۔ جس طرح آنحضرت ﷺ کو تسلی کے لئے خدا نے پہلے یہ فرمایا : " عفااللہ عنک "اس کے بعد یہ فرمایا : " لم اذنت لھم "پس دونوں جگہ "رفع" سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے مادی جسم کے ساتھ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔

دوسری دلیل

قادیانی وفات مسیح کے ثبوت میں ایک آیت اور پیش کرتے ہیں :

" فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم "یعنی اور جب تو نے مجھے فوت کر لیا تو تو ہی میرا

نگہبان تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ گفتگو حضرت مسیح کی اور خدا کی قیامت کے دن کی ہے اور بے شک قیامت سے قبل حضرت مسیح فوت ہو چکے ہوں گے۔ ہم مسلمان اس کے قائل ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرب قیامت دنیا میں تشریف لائیں گے۔ دمشق نامی شہر میں آنحضرت ﷺ کے ارشاد کے مطابق آسمان سے نزول فرمائیں گے۔ باب ''لد'' پر دجال کو قتل کریں گے۔ شریعت محمدیہ کی تبلیغ فرمائیں گے۔ مدینہ منورہ تشریف لائیں گے۔ شادی کریں گے۔ اولاد ہوگی۔ اس کے بعد حسب وعدہ خداوندی: ''انی متوفیک ''آپ طبعی موت سے وفات پائیں گے اور آنحضرت ﷺ کے روضہ اطہر میں جو جگہ خالی ہے وہاں دفن کئے جائیں گے۔ قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضور ﷺ کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ کے درمیان اس مقدس جگہ سے اٹھیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ سے محض یہ سوال کریں گے کہ کیا تثلیث خدا کے ماننے والی تعلیم آپ نے (اے عیسیٰ) دنیا میں دی تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کا یہ جواب دیں گے۔ کہ اے خدا یہ تو شرک سے ہے۔ جو بات مجھے لائق نہیں وہ میں کیوں کہتا۔ اصل سوال کا جواب ختم ہوگیا۔ مگر چونکہ حضرت عیسیٰ کو اپنی بیزاری کے ساتھ ان کی سفارش بھی کرنی تھی اس لئے استحقاق شفاعت کو برقرار رکھنے کے لئے یہ فرمایا کہ جب تک میں ان میں تھا میں ان کا نگہبان تھا اور جب تو نے مجھے فوت کر لیا تو تو ہی ہر چیز کا نگہبان ہے۔ جیسے وہ ہیں تو ہی جانتا ہے۔ اس سے آگے ان کی ضمناً سفارش بھی کی ہے کہ اگر تو ان کو مغلوب کرے تو تیرے بندے ہیں کوئی تجھے روک نہیں سکتا۔ اگر تو انہیں بخشے تو تو بڑا غالب اور بڑی حکمت والا ہے۔ پس اس آیت سے بھی نتیجہ نکالنا کہ عیسیٰ علیہ السلام اس وقت مردہ اور فوت شدہ ہیں کسی طرح ٹھیک نہیں۔

تیسری دلیل

قادیانی وفات مسیح کے سلسلہ میں ایک آیت یہ بھی پیش کرتے ہیں کہ:

''یاکلان الطعام ''یعنی حضرت مسیح اور ان کی ماں کھانا کھاتے تھے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ اب مر گئے۔ اس لئے کھانا نہیں کھاتے۔ یہ قادیانیوں کا خیال ہی خیال ہے۔ اس لئے اول تو ''کان'' کے لفظ سے زمانہ حال کی نفی نہیں ہوتی۔ دوسرے کھانا نہ کھانے سے زندگی محال نہیں ہوتی۔ حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے وصال صوم یعنی ایسے روزوں سے منع فرمایا ہے کہ جن میں رات میں کچھ نہ کھایا

جائے۔ بلکہ پے در پے بے آب و نان گزارہ ہو۔ اس پر صحابہؓ نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ کیوں وصال کیا کرتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا: " انی ابیت یطعمنی ربی ویسقینی . " یعنی میں رات گزارتا ہوں۔ میرا رب مجھے کھانا کھلاتا ہے اور پانی پلاتا ہے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی خداتعالیٰ کے پاس ہیں۔ وہ انہیں کھلاتا اور پلاتا ہے اور اصحاب کہف قرآن شریف کے فرمان کے موجب غار میں تین سو نو برس تک سوتے رہے۔ جس طرح خدا نے اپنے پاس زندہ رکھا اور زندہ رکھے گا اور اس میں کوئی استحصالہ نہیں ہے۔ پس یہ ثبوت بھی مرزائیوں کا محض دھوکہ اور فریب ہے۔

چوتھی دلیل

قادیانی وفات مسیح کے سلسلہ میں یہ آیت بھی پیش کرتے ہیں:

" وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل . " اور اس کا ترجمہ یہ کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ سے قبل جتنے نبی تھے وہ سب فوت ہوگئے " خلت " کا ترجمہ مرزا غلام احمد قادیانی اور مرزائی فوت ہو جانے اور مر جانے کا کرتے ہیں۔ جو بالکل غلط ہے " خلت " کے معنی مرنے کے نہیں آتے بلکہ گزرنے اور خالی ہونے وغیرہ کے ہیں۔ جیسا خداتعالیٰ نے فرمایا: " واذا خلوا الی شیاطینهم . وقد خلت من قبلکم سنن . فی الایام الخالیه . " ان آیاتوں میں کہیں موت کے معنی نہیں۔ پس آیت کے صاف معنی یہ ہیں کہ تجھ سے پہلے کل نبی اپنے اپنے وقت میں کام کر کے چلے گئے یعنی ان کے فرائض نبوت ختم ہوگئے۔ اس آیت کو بھی حضرت عیسیٰ کی وفات سے کوئی تعلق نہیں۔

پانچویں دلیل

قادیانی ایک آیت یہ بھی پیش کر کے مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہیں کہ:

" وما جعلنا لبشر من قبلك الخلد " یعنی کوئی بشر ہمیشہ زندہ نہیں رہا۔ یہ بات بھی وفات مسیح ثابت نہیں کرتی۔ اس لئے کہ ہم کب مانتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ ہم تو یہ مانتے ہیں کہ قیامت سے قبل حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں نزول فرما کر اپنی طبعی موت سے وفات پائیں گے۔ (جاری ہے)

☆......☆......☆

جنگ بدر پر ایک نظر

تحریر: عبدالقدیر

سرور کونین رحمت اللعالمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ معرکہ بدر شروع ہونے سے بیشتر لشکر اسلامی سے ملحقہ ایک پہاڑی پر تیار کی گئی جھونپڑی میں اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑا کر اپنی امت کی بقاء کے لئے دعا مانگ رہے تھے کہ اے اللہ! اب تیری وہ مدد آجائے جس کا تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے۔ اے قادر مطلق! اگر آج یہ مٹھی بھر جماعت ہلاک ہوگئی تو پھر روئے زمین پر تیرا نام لینے والا کوئی نہیں ہوگا۔

کفر اور اسلام کے ایک ایسے معرکے کا آغاز ہونے والا تھا جس نے حقیقت میں اسلام کے نوخیز پودے کو پنپنے اور تناور درخت بننے میں اہم کردار ادا کیا اور ساتھ ہی ساتھ کفر کی جڑیں بتدریج کھوکھلا کرنے کی ابتدا کردی۔

کفر و اسلام کا یہ فیصلہ کن معرکہ بدر کے میدان میں 17 رمضان المبارک 2 ہجری کو برپا ہوا۔ اسلامی لشکر کی باگ ڈور رسالت مآب ﷺ کے ہاتھ میں تھی جبکہ لشکر کفار عتبہ بن ربیعہ کی سپہ سالاری میں مسلمانوں کی قلیل تعداد اور بے سروسامانی سپاہ کو کچلنے کے لئے مچل رہا تھا۔ یہ معرکہ دور نبوت کے تمام معرکوں میں امتیازی حیثیت رکھتا ہے۔ اس نے نہ صرف اسلام کے مستقبل کو مضبوط بنیادوں پر استوار کیا بلکہ اس کی بدولت رسالت مآب ﷺ کی ہمہ گیر شخصیت ایک منجھے ہوئے اور رموز حرب کے ماہر سپہ سالار کی حیثیت سے سامنے آئی۔ جن کی بے مثال قیادت سے مٹھی بھر مسلمانوں نے تین گنا بڑی فوج کو تہس نہس کر کے رکھ دیا۔

ہجرت کے بعد آنحضرت ﷺ قریش مکہ کے تخریبی منصوبوں سے کبھی بھی غافل نہ ہوئے تھے۔ ایک ماہر اور دور اندیش کمانڈر کی طرح آپ ﷺ نے قریش مکہ کے تخریبی منصوبوں کا پتہ چلانے

کے لئے اپنے قابل اعتماد سرفروشوں کو دور دور تک پھیلا دیا تھا۔ اس سلسلے میں آپ ﷺ نے رجب سن 2 ہجری میں حضرت عبداللہ بن جحشؓ کو بارہ سپاہیوں کے دستے کا قائد بنا کر مقام نخلہ میں قیام کرنے کے لئے بھیجا۔ یہ مقام مکہ اور طائف کے درمیان واقع ہے۔ اس دستے کا مقصد قریش مکہ کے آئندہ منصوبوں کا پتہ چلانا تھا۔ اسی سلسلہ میں حضرت عبداللہؓ نے قریش مکہ کے ایک مختصر سے قافلے پر جو شام سے تجارت کا مال لے کر واپس آرہا تھا حملہ کر دیا۔ نتیجہ کے طور پر ان میں ایک شخص عمرو بن الحضرمی مارا گیا اور دوسرے دو گرفتار ہوئے۔ اس کے علاوہ کچھ مال غنیمت بھی ہاتھ لگا۔

آنحضرت ﷺ کو جب اس واقعہ کا علم ہوا تو سخت ناراض ہوئے۔ ایک ماہر سپہ سالار کی طرح آپ ﷺ نے بھانپ لیا کہ اس واقعہ کی اوٹ میں کفار مکہ مسلمانوں کو زک پہنچانے کی کوشش کریں گے۔ آپ ﷺ کے خدشات درست ثابت ہوئے۔ اس واقعہ کے فوراً بعد اہل مکہ جوش انتقام سے لبریز ہوگئے اور یوں معرکہ بدر کی بنیاد پڑی۔

ابوسفیان ایک تجارتی قافلے کے سربراہ کی حیثیت سے قیمتی مال و متاع لے کر شام سے مکہ کو لوٹ رہا تھا۔ مخبروں نے اسے اطلاع دی کہ مسلمان اس کے قافلے پر حملہ کرنے کی نیت رکھتے ہیں۔ اس نے فوراً اپنا راستہ بدل لیا اور تجارتی شاہراہ کے راستے مکہ جانے کی بجائے جبل اسفل کے ساتھ ساتھ ہوتا ہوا روانہ ہوا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ایک تیز رفتار قاصد کے ذریعے اہل مکہ سے مسلمانوں کے متوقع حملے کی صورت میں مدد مانگی۔ اس خبر نے اہل مکہ کے غیض و غضب کو اور بھڑکا دیا اور یوں قریش حربی ساز و سامان سے آراستہ ایک ہزار کی جمعیت لے کر مسلمانوں کو کچلنے کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔ اس لشکر میں قریش کے بڑے بڑے سردار شامل تھے۔

آنحضرت ﷺ کو کفار مکہ کی پیش قدمی کی اطلاع ملی تو آپ ﷺ نے ایک آزمودہ کار کمانڈر کی طرح حالات کا جائزہ لیا۔ دشمن کے لشکر کا اپنے سرفروشوں کے ساتھ موازنہ کیا۔ ان کے جنگی ساز و سامان کے مقابلے میں اپنی بے سروسامانی کی حالت کو جانچا۔ اگرچہ مسلمانوں کی قوت ہر لحاظ سے اپنے مدمقابل سے بہت کم پڑتی تھی مگر حضور ﷺ کی شخصیت اور موجودگی نے ان میں پنپنے والے جوش جہاد کو یوں ابھارا کہ ان کی مختصر نفری ایک چٹان کی مانند دشمن کے ٹڈی دل کے سامنے سینہ سپر ہونے کو تیار ہوگئی۔ آپ ﷺ نے عزم کیا کہ جو بھی قوت میسر ہے اسے مجتمع کر کے دشمن کے مقابلے میں نکل کھڑے ہوں۔

یہ ایک کٹھن فیصلہ تھا کیونکہ مسلمانوں کے حالات اس بات کی اجازت نہیں دیتے تھے کہ کفار کے جنگی آلات سے آراستہ لشکر کے ساتھ کھلے میدان میں ٹکرا جائیں۔

ایک اچھے کمانڈر کی یہ پہچان ہوتی ہے کہ وہ اپنے سپاہیوں کو اپنے ساتھ لے کر چلتا ہے۔اس کا ہر فیصلہ اپنے ساتھیوں کی آراء کے ساتھ منطبق ہوتا ہے۔ ضروری اقدام سے پیشتر وہ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ مشورہ کرتا ہے تاکہ ان کے دلوں میں پیدا ہونے والے ہر قسم کے شبہات کو دور کرکے ان میں مستقل مزاجی کا عنصر پیدا کیا جائے۔

چنانچہ آپ ﷺ نے اپنی حکمت عملی کو اپنانے سے پیشتر صحابہ کرامؓ کو جن میں بڑی بڑی مقتدر ہستیاں شامل تھیں اکٹھا کیا۔ مہاجرین کے ساتھ ساتھ انصار بھی اس اجتماع میں پیش پیش تھے۔ رسالت مآب ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرنے کے بعد فرمایا:

”مسلمانوں کے لئے آزمائش کی گھڑی آن پہنچی ہے۔ شمال کی طرف سے ابوسفیان کی قیادت میں قریش مکہ کا ایک تجارتی قافلہ آرہا ہے۔ جس کے ساتھ مسلح سپاہیوں کی ایک اچھی خاصی تعداد ہے۔ جنوب کی سمت سے کفار کا لشکر مدینہ کی طرف بڑھ رہا ہے۔ان کا مقصد چاہے کچھ ہی کیوں نہ مگر ہم انہیں اپنے گھروں پر دستک دینے کی اجازت نہیں دے سکتے۔ان کے بڑھتے ہوئے قدم مدینہ سے دور ہی روک دینا چاہتے ہیں۔ آپ سب کو یہاں اس لئے اکٹھا کیا گیا ہے کہ باہم مشورہ سے آئندہ لائحہ عمل طے کیا جائے۔“

بعض صحابہ کرامؓ نے دبے الفاظ میں خدشے کا اظہار کرتے ہوئے عرض کیا:

یارسول اللہ ﷺ ہمارے ماں باپ آپ ﷺ پر نثار ہوں ہم خدا کی راہ میں اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنے کے لئے بے تاب ہیں مگر دشمن کی برتری اور ابوسفیان کے قافلے کی موجودگی کی صورت میں ہماری قلیل تعداد اور بے سروسامانی کی حالت کہیں اسلام کے لئے نقصان دہ تو ثابت نہیں ہوگی۔

آپ ﷺ نے قدرِ توقف کے بعد فرمایا:

کفر اور اسلام کے مابین نہ صرف یہ پہلا معرکہ ہوگا بلکہ اسلام کے مستقبل کے لئے یہ فیصلہ کن بھی ثابت ہوگا۔ کیا ہوا جو ہم تعداد میں کم ہیں۔ سامان حرب سے اچھی طرح آراستہ نہیں۔ سواریوں کا معقول انتظام نہیں۔ مگر ہمارے دلوں میں ایمان کی ایسی روشنی گھر کئے ہوئے ہے جس سے کفار ناآشنا

ہیں۔ ہمارے ساتھ اللہ تعالیٰ کی ایسی مدد شامل حال ہے جو ہر حال میں ہماری معاون ومددگار ثابت ہوگی۔ حالات کی مناسبت سے بہتری اسی میں ہے کہ ہم اپنی تمام قوت کو مجتمع کر کے نکل پڑیں اور دشمن پر ایسی کاری ضرب لگائیں جسے وہ عرصہ دراز تک فراموش نہ کر سکیں۔ اس سلسلے میں مجھے آپ کی رائے چاہیئے۔

رسالت مآب ﷺ نے استفسارانہ نظریں مہاجرین وانصار مدینہ پر ڈالیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ نے آپ ﷺ سے مکمل اتفاق کرتے ہوئے اپنی جانثاری کا یقین دلایا۔ اس کے بعد انصار مدینہ کی طرف سے قبیلہ خزرج کے سردار حضرت سعد بن عبادہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ ہم سب آپ ﷺ کے ساتھ ہیں۔ آپ ﷺ حکم دیں ہم سمندر میں بھی کودنے کو تیار ہیں۔ اسی طرح حضرت مقداد نے عرض کیا کہ یارحمت اللعالمین ﷺ ہم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی طرح ہرگز یہ نہیں کہیں گے کہ آپ اور آپ کا خدا کفار سے جاکر لڑیں۔ بخدا ہم لوگ آپ ﷺ کے دائیں بائیں اور آگے پیچھے لڑیں گے۔ حتیٰ کہ یا تو دشمن کو نیست ونابود کردیں گے۔ یا خود جام شہادت نوش کرلیں گے۔

اسی طرح باری باری تمام جانثاروں نے اپنی اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنے کا یقین دلایا۔ آپ ﷺ فرط مسرت سے مسکرا کر فرمانے لگے:

"خدا کی قسم! جس قوم میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں کٹ مرنے کی خواہش جنون کی حد تک بیدار ہو چکی ہو اسے کوئی شکست نہیں دے سکتا۔ آپ سب کو بشارت ہو کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فتح ونصرت کا وعدہ فرمایا ہے۔ ہم انشاء اللہ اپنی تمام طاقت کے ساتھ دشمن سے نبرد آزما ہونے کے لئے مدینہ سے نکلیں گے۔"

سرکار رسالت مآب ﷺ ایک سپہ سالار کی حیثیت سے عظیم تھے۔ ناکافی وسائل اور دشمن کی برتری کے باوجود آپ ﷺ نے جس انداز میں اپنے تین سو تیرہ جانثاروں کی حوصلہ افزائی فرمائی ان میں پہاڑوں سے ٹکرا جانے کا جذبہ پیدا ہو گیا۔ میدان جنگ میں اہم نوعیت کے فیصلے کیے۔ شمع اسلام کے پروانوں کی بے مثال صف بندی کی۔ یہ سب اقدامات ایسے تھے جن پر عمل پیرا ہو کر اسلام کے سپاہیوں نے اپنے سے تین گنا دشمن کو ذلت آمیز شکست سے دوچار کر دیا۔ آنحضرت ﷺ کی جنگی حکمت عملی کے چند پہلو ذیل میں درج کئے جا رہے ہیں:

(۱)............ شمع اسلام کے پروانے جب مدینہ سے روانہ ہوئے تو حضور ﷺ کے حکم سے اونٹوں کے گلے میں بندھی ہوئی گھنٹیوں کو علیحدہ کر دیا گیا۔ تاکہ ان کی نقل و حرکت کا علم دشمن کو نہ ہو سکے۔

(۲)............ آنحضرت ﷺ نے دو سانڈنی سواروں کو مجاہدین اسلام سے آگے آگے روانہ کر دیا تھا تاکہ وہ دشمن کی نقل و حرکت اور دوسری جنگی اہمیت کی اطلاعات بہم پہنچا سکیں۔

(۳)............ جب مسلمان بدر کی طرف بڑھ رہے تھے تو مخبروں نے خبر دی کہ ابوسفیان کی قیادت میں شام سے آنے والا قافلہ العدوۃ الدینا کے قریب پہنچنے والا ہے۔ اس سے پیشتر آپ ﷺ کو معلوم ہو چکا تھا کہ لشکر قریش بھی مغربی کنارے سے العدوۃ القصویٰ سے ہوتا ہوا میدان بدر میں داخل ہو چکا ہے۔ آپ ﷺ نے فیصلہ کیا کہ جنگی نکتہ نظر سے لشکر قریش اور تجارتی قافلے کو آپس میں ملنے نہیں دینا چاہئے۔ تاکہ ان کی انفرادی برتری اور لڑنے کی صلاحیت مزید نہ بڑھ جائے۔

چنانچہ آپ ﷺ اپنے جانثاروں کے ساتھ مدینہ والی وادی سے میدان بدر میں داخل ہوئے اور شمال کی طرف شامی داخلے کے قریب العدوۃ الدنیا سے ملحق خیمہ زن ہوگئے۔ اسی دوران میں ابوسفیان کو مسلمانوں کی نقل و حرکت کا علم ہوا تو وہ قافلے کو مسلمانوں کی دست برد سے محفوظ رکھنے کی خاطر کتراکر جبل اسفل کے راستے مکہ کی طرف روانہ ہوا اور یوں عسکر قریش اور تجارتی قافلے کے افراد آپس میں نہ مل سکے۔

(۴)............ مسلمانوں کی نسبت لشکر کفار نے بہتر جگہ پڑاؤ ڈالا اور علاقے میں جنگی نوعیت کے اہم ٹھکانوں پر قبضہ کر لیا۔ حضرت حبابؓ نے موقع محل دیکھ کر آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ فوجی نکتہ نظر سے پانی کے چشمے کی بہت اہمیت ہے۔ اس لئے آگے بڑھ کر اس پر قبضہ کر کے اردگرد کے تمام کنوؤں کو دشمن کے استعمال کے لئے بے کار کر دینا چاہئے۔ حضور ﷺ نے ایک اچھے کمانڈر کی طرح اس تجویز کو بڑے اطمینان سے سنا اور پسند فرمایا۔

لہٰذا مسلمانوں نے العدوۃ الدنیا سے آگے بڑھ کر چشمے کے کنارے پر دوسرا پڑاؤ ڈالا۔ جنگی اعتبار سے مسلمانوں کی یہ کارروائی انتہائی کارگر ثابت ہوئی۔

محسن انسانیت محمد رسول اللہ ﷺ

اور قادیانی

ادارہ

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب 'جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کو رحمتہ اللعالمین' شفیع المذنبین' سید المرسلین' خاتم النبیین بنایا۔ سرکار دو عالم ﷺ تمام انبیاء کے سردار اور سرتاج ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو ایسا ہمہ گیر اور عالمگیر دین عطا فرمایا جسے تمام ادیان پر غالب کر دیا۔ محبوب ﷺ کو قیامت تک کے انسانوں کا رہبر اور ہادی بنا دیا۔ کہنے والوں نے بہت کچھ کہا' لکھنے والوں نے بہت کچھ رقم کیا لیکن وجہ تخلیق کائنات کی بات آخر یہیں پر ختم ہوئی:

بعد از خدا بزرگ توئی قصۂ مختصر

چوہدری افضل حق" نے کیا خوب کہا ہے کہ:

"اعتراف عظمت کے لئے بھی باعظمت ہونا ضروری ہے۔"

جناب رسالت مآب ﷺ کی سیرت اور کردار کا سب سے روشن پہلو یہ ہے کہ آپ ﷺ اپنے دشمن کی نظر میں بھی باعظمت ہی تھے۔ سرکار دو عالم ﷺ کے مخالفین آپ ﷺ کے اوصاف حمیدہ کے معترف تھے۔ معاندین' کردار پر رشک کرتے تھے۔ حسن وہ ہوتا ہے جس کا سوکن کو بھی اعتراف ہو۔ خون کے پیاسے اور جان کے دشمن ایمان نہ لانے کے باوجود' صادق وامین کہہ کر پکارتے تھے۔ آپ ﷺ کی شرم وحیا' عصمت وعفت اور پاک دامنی کی قسمیں کھایا کرتے تھے۔ جناب رسالت مآب ﷺ خلق عظیم کا پیکر اور اعلیٰ کردار کا نمونہ تھے۔ آپ ﷺ نے گالیاں دینے والوں کو دعائیں دیں' پتھر برسانے والوں کے لئے ہدایت مانگی' دشمن کو معاف کرنا آپ ﷺ کا وصف خاص تھا۔ غیروں پر عنایت' مخالف پر کرم آپ ﷺ کی فطرت کا خاصا تھا۔ تاریخ "آمنہ" کے دریتیم کو انسانیت کا سب سے بڑا محسن قرار دیتی ہے۔

غیر مسلم دانشوروں نے انسانیت کا وقار بلند کرنے والے عظیم قائد کو خراج عقیدت پیش کرنے میں بخل سے کام نہیں لیا۔ لیکن اس کے برعکس مرزا غلام احمد قادیانی نے صرف دعویٰ نبوت ہی نہیں کیا بلکہ جناب رسالت مآب ﷺ کے منصب نبوت پر ڈاکہ ڈالنے کی ناپاک جسارت بھی کی۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی ایسی تمام تحریریں اس کی پراگندہ کافرانہ اور مرتدانہ ذہنیت کا ثبوت ہیں۔

قادیانیت کے جال میں پھنسنے والے اور قادیانیت سے متعلق نرم گوشہ رکھنے والے حضرات ان تمام حوالہ جات کو پڑھیں اور خدارا اپنی آخرت اور عاقبت کو درست کریں اور سوچیں کہ کیا کسی مذہب کا بانی اتنی غلیظ ذہنیت کا مظاہرہ کر سکتا ہے اور کیا ان تحریرات کے بعد بھی مرزا غلام احمد قادیانی سے لے کر مرزا طاہر تک کا دعویٰ اسلام درست ہے؟۔

قادیانی عقائد ملاحظہ ہوں:

☆...... ”میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت: ”وآخرین منھم لما یلحقوا بھم“ بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے ”براہین احمدیہ“ میں میرا نام ”محمد“ اور ”احمد“ رکھا ہے اور مجھے آنحضرت ﷺ کا ہی وجود قرار دیا ہے۔ پس اس طور سے آنحضرت ﷺ کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا۔ کیونکہ ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا۔“

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۱۰‘ خزائن ص ۲۱۲ ج ۱۸)

☆...... ”میں آدم ہوں‘ میں نوح ہوں‘ میں عیسیٰ ابن مریم ہوں‘ میں محمد ﷺ ہوں۔“

(تتمہ حقیقت الوحی ص ۸۵‘ خزائن ص ۵۲۱ ج ۲۲)

☆...... ”اس (نبی کریم ﷺ) کے لئے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا۔ اب کیا تو انکار کرے گا۔“

(اعجاز احمدی ص ۷۱‘ خزائن ص ۱۸۳ ج ۱۹)

☆...... ”مگر تم خوب توجہ کر کے سن لو کہ اب اسم محمد کی تجلی ظاہر کرنے کا وقت نہیں۔ یعنی اب جلالی رنگ کی کوئی خدمت باقی نہیں۔ کیونکہ مناسب حد تک وہ جلال ظاہر ہو چکا ہے۔ سورج کی کرنوں کی اب برداشت نہیں۔ اب چاند کی ٹھنڈی روشنی کی ضرورت ہے اور وہ احمد کے رنگ میں ہو کر میں (مرزا

غلام احمد قادیانی) ہوں۔"

(اربعین نمبر ۴ ص ۱۴' خزائن ص ۴۴۵'۴۴۶ ج ۱۷)

☆......"اور خدا نے مجھ پر اس رسول کریم کا فیض نازل فرمایا اور اس کو کامل بنایا اور اس نبی کریم ﷺ کے لطف اور جود کو میری طرف کھینچا۔ یہاں تک کہ میرا (مرزا) وجود اس (آنحضرت ﷺ) کا وجود ہو گیا۔ پس وہ جو میری جماعت میں داخل ہوا در حقیقت میرے سردار خیر المرسلین کے صحابہ میں داخل ہوا۔ اور یہی معنی: "آخرین منھم" کے لفظ کے بھی ہیں۔ جیسا کہ سوچنے والوں پر پوشیدہ نہیں اور جو شخص مجھ میں اور مصطفیٰ میں تفریق کرتا ہے اس نے مجھے نہیں دیکھا ہے اور نہیں پہچانا ہے۔"

(خطبہ الہامیہ ص ۱۷۱' خزائن ص ۲۵۸'۲۵۹ ج ۱۶)

☆......"یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پا سکتا ہے۔ حتیٰ کہ محمد رسول ﷺ سے بڑھ سکتا ہے۔"

(قول مرزا محمود' مندرجہ اخبار الفضل قادیان نمبر ۵ ج نمبر ۱۰' ۱۷ جولائی ۱۹۲۲ء)

☆......"(آنحضرت ﷺ اور آپ کے اصحاب) عیسائیوں کے ہاتھ کا پنیر کھا لیتے تھے۔ حالانکہ مشہور تھا کہ سور کی چربی اس میں پڑتی ہے۔"

(اخبار الفضل قادیان ۲۲ فروری ۱۹۲۴ء)

اے مسلمان! اگر تجھے قبر کی تاریک کوٹھڑی میں رحمت کائنات ﷺ کی پہچان چاہئے' حشر کی ہولناک و خوفناک نفسا نفسی کی گھڑیوں میں شافع محشر محمد مصطفیٰ ﷺ کی شفاعت کی ضرورت ہے' اگر ساقی کوثر ﷺ کے ہاتھوں جام کوثر پی کر حشر میں پیاس بجھانے کی تمنا ہے۔ اگر حشر کی وحشت ناک گرمی میں کالی کملی والے نبی ﷺ کی چادر رحمت کا سایہ ان اور رحمت کے جھنڈے لواء الحمد کے نیچے سایہ حاصل کرنے کی آرزو اور جستجو ہے تو پھر ایک ہی راہ ہے کہ قادیانیوں سے ہر قسم کے تعلقات کو ختم کرنے کا صدق دل سے آج ہی فیصلہ کر کے آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت کی نگہبانی کا فریضہ سر انجام دے۔ ختم نبوت کے تحفظ کے کام کو سنبھال' نبی ﷺ کے دشمنوں کو پہچان' آنحضرت ﷺ سے سچی محبت اور وفاداری کا ثبوت دے۔

معراجکے میں تردید مرزائیت

تحریر: مولانا بشیر احمد قاسمی

معراجکے ضلع سیالکوٹ کی تحصیل پسرور کا بین الاقوامی شہرت کا حامل گاؤں ہے جس کی آبادی سنی حنفی مسلمانوں پر مشتمل ہے۔ قیام پاکستان سے قبل انگریزوں نے پورے ہندوستان میں اپنے مفادات کے تحفظ کے لئے ان افراد کو تلاش کرنا شروع کیا تو بے شمار ایسے خاندان انگریزی استعمار کی حفاظت کے لئے تیار ہوگئے۔ انہیں اسلام سے دلچسپی تھی نہ واقفیت۔ یہ صرف چندروزہ فانی حیات کے فوائد پر اکتفا کرنے والے تھے۔ انہیں ملک وملت کی بجائے انگریزی حکومت سے وابستگی اور وفاداری مطلوب تھی۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے انگریز کے ایماء واشارہ سے مذہبی لبادہ اوڑھ کر انگریزی اقتدار کے تحفظ کی سیاسی تحریک کا آغاز کیا۔ یہ نوزائیدہ فرقہ جو مذہب کے نام سیاسی نوعیت کا حامل تھا اور اس فرقہ کا طرہ امتیاز جہاد کی مخالفت تھی اور اس جماعت میں شمولیت گویا جہاد سے بیزاری کا اعلان تھا۔

مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے:

”یاد رہے کہ مسلمانوں کے فرقوں میں سے یہ فرقہ جس کا خدا (انگریزی لباس یعنی پینٹ شرٹ والا خدا۔ ناقل) نے مجھے امام پیشوا اور رہبر مقرر فرمایا ہے۔ ایک بڑا امتیازی نشان اپنے ساتھ رکھتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اس فرقہ میں تلوار کا جہاد بالکل نہیں اور نہ اس کی انتظار ہے بلکہ یہ مبارک فرقہ نہ ظاہری طور پر اور نہ پوشیدہ طور پر جہاد کی تعلیم کو ہرگز جائز نہیں سمجھتا۔“

(مرزا غلام احمد قادیانی کا اشتہار مندرجہ تبلیغ رسالت جلد نہم ص ۸۲)

مزید ملاحظہ فرمایئے کہ:

”اس جہاد کے خلاف نہایت سرگرمی سے میرے پیرو فاضل مولویوں نے ہزاروں آدمیوں میں

تعلیم کی ہے اور کر رہے ہیں جس کا بہت بڑا اثر ہوا ہے۔"

(مرزا غلام احمد قادیانی کا اشتہار مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ہفتم ص ۱۸)

جذبہ جہاد و حریت سے تہی دست لوگ نوابوں ' وڈیروں ' سرمایہ داروں ' کارخانہ داروں ' صنعتکاروں اور ذیلداروں نے اس جماعت میں شمولیت اختیار کی۔

معراجکے کا بااثر خاندان بھی اسی رو میں بہہ گیا اور ملک بڈھے خان ذیلدار مرزائیت کا شکار ہو گیا۔ یہ خاندان علاقہ میں اثر ورسوخ کا حامل تھا۔ علاقہ میں مرزائیت تو نہ پھیل سکی مگر ان کو روکنے ٹوکنے والا بھی کوئی نہ تھا۔ تاہم معراجکے میں مرزائیت کا شکار چند اور خاندان بھی ہوئے۔

ان مرزائی ہونے والوں میں معراجکے کا نبی بخش بھی تھا۔ اس نے سوچا کہ سید الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو چھوڑ کر مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی ورسول تسلیم کرنا بھی کوئی دانش مندی نہیں کیوں نہ خود ہی اس منصب پر قبضہ جمالیا جائے۔

تلمیذ شیخ الہند حضرت مولانا ابوالقاسم رفیق دلاوری" نبی بخش مرزائی کے متعلق لکھتے ہیں کہ یہ شخص موضع معراجکے تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ کا ایک پرانا مرزائی تھا۔ اس نے 1911ء میں ایک اعلان شائع کیا تھا جس میں لکھا تھا :

"اے ہر مذہب وملت کے دوستو! آپ پر واضح ہو کہ اس عاجز پر ستائیس سال سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام کا سلسلہ جاری ہے۔ اس عرصہ میں اس عاجز کی بے شمار پیشگوئیاں پوری ہو چکی ہیں۔ مجھے ایک روشن نور اپنی طرف کھینچ کھینچ کر مقام محمود کی طرف لے جا رہا ہے۔ مجھے سلطان العارفین کا درجہ دیا گیا ہے۔ مجھے چار سال سے تبلیغ کا حکم ہو رہا ہے۔ میں نے عرض کیا الٰہی میں امی ہوں۔ حکم ہوا جس طرح محمد رسول اللہ تبلیغ کرتے تھے تو بھی تبلیغ کر۔ اس کے بعد یہ عاجز ان الفاظ سے مخاطب کیا گیا : " یاایھا الصدیق یوسف انی معک ۔ "اسی طرح بار بار حکم ہوتا رہا............"

تم دنیا کے طعنوں سے نہ ڈرو۔ نبوت کا تاج تمہارے سر پر رکھ دیا گیا۔ وقت قریب آ رہا ہے کہ تجھ سے حما تعمیل کرائیں گے۔ نبوت تیرے سر پر رکھ دیا گیا ہے۔ دعویٰ نبوت کے واسطے تیار ہو جا۔

(آئمہ تلبیس جلد دوم ص ۲۱۸)

معراجکے میں نبی بخش مرزائی اس لحاظ سے بھی بدقسمت تھا کہ اس کی نبوت کی دوکان سے سوائے

اس کے گھر والوں کے کفر وارتداد کی خریداری کے لئے کوئی نہ آیا۔ اگرچہ اس نے بھی دعویٰ میں مرزا غلام احمد قادیانی کی نقل اتاری۔ بلند وبانگ دعوؤں کے باوجود یہ کسی کو بھی مرتد نہ بنا سکا۔ نبی بخش کا دعویٰ تھا کہ خدا کہتا ہے کہ:

"میں تیری مدد کو فرشتوں کی فوج تیار رکھوں گا ہر وقت تجھے مدد دیتا رہوں گا۔ موسیٰ مرسل کی طرح میدان میں ہوشیار رہنا۔" (آئمہ تلبیس)

وہ خوش قسمت و خوش بخت انسان جسے خدا نے دین حق کی طرف رہنمائی اور پھر صراط المستقیم پر چلا دیا اور یہی وہ لوگ جنہیں مرزا غلام احمد قادیانی جنونی، وحشی اور سریع الغضب لکھتا ہے اور اس کا آقا آج دہشت گرد بنیاد پرست کہتا رہا۔ انہیں جذبات سے نبی بخش کو خطرہ تھا۔ اسے اچھی طرح باور تھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی باوجود خود تاریخ مقرر کرنے بار بار کی یاد دہانی، ہر قسم کے سیکورٹی انتظامات کے بعد لاہور حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی اور دیگر علماء کے سامنے کیوں نہ گیا۔ ملک میں سے ہر جگہ مناظرہ ومباہلہ کا چیلنج دے کر کسی جگہ بھی مرزا غلام احمد قادیانی نہیں پہنچا۔ جس کی اس نے ایک ہی وجہ بتائی کہ مجھے خونخوار وحشی مسلمانوں سے ڈر لگتا ہے یہ مجھے زندہ نہیں چھوڑیں گے۔

انہی خطرات کو بھانپ کر نبی بخش نے کہا کہ خدا کہتا ہے:

"بڑے بڑے فرعون تیرے سامنے آئیں گے مگر سب منہ کی کھائیں گے۔ تیرے خاندان والے اس دعویٰ کو قبول نہیں کریں گے مگر کسی کی پرواہ نہ کرنا۔ آنے والی نسلیں تم پر افسوس کریں گی کہ ہم لوگ تجھ پر ایمان نہ لائے۔ حالات سن سن کر رویا کریں گے۔ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔"

معراجکے میں اعوان برادری ہے اور نبی بخش بھی اعوان تھا۔ سیدالانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا ارشاد پاک ہے کہ:

"جس نے اپنی قوم ذات بدلی اس نے اپنی ماں پر زنا کی تہمت لگائی۔"

رسول کریم ﷺ کے بعد ہر نبوت کا دعویٰ کرنے والا کافر وکذاب اور مرتد ہے۔ مرتد کی شرعی سزا عدم رجوع کی صورت میں صرف قتل ہے۔ فطری طور پر مسلمان کسی ایسے شخص کو پسند نہیں کرتا جو مسیلمہ کذاب کے نقش قدم پر چلتے ہوئے نبوت ورسالت کا خود مدعی بن جائے۔ ہر دور میں ایسے افراد کے

خلاف امت محمدیہ کے جذبات برابر رہے ہیں۔

نبی بخش نے بھی ان ہی جذبات والے غیور مسلمانوں کو فرعون کہا تھا۔ اس کا یہ کہنا کہ بڑے بڑے فرعون تیرے سامنے آئیں گے۔ یہی معانی رکھتا تھا۔

نبی بخش پر صرف اس کے بیٹے ایمان لائے۔ ان ہی کی اولاد میں ایک پرائمری ٹیچر عبدالرحمن تھا جو دجل و تلبیس میں بڑا ماہر تھا۔ وہ علاقہ میں قادری کے لقب سے پہچانا جاتا تھا۔ لوگ سمجھتے تھے کہ یہ شخص مرزائیت سے تائب ہو کر محبوب سبحانی قطب ربانی حضرت پیر سید عبدالقادر جیلانیؒ سے روحانی تعلق کی بنا پر قادری کہلاتا تھا۔

انہیں کے محلہ میں ایک پرانی مسجد تھی جس میں اکثر یہ نماز پڑھاتا اور باقی لوگ اسے مسلمان سمجھ کر پڑھ لیتے تھے۔ 1974ء کو یہ علی الاعلان قادیانی نبوت کا پرچارک بن گیا۔ لوگوں نے مسجد میں جانا چھوڑ دیا اور آہستہ آہستہ یہ مسجد مرزائیوں کی عبادت گاہ اور کفر وضلالت کا مرکز بن گئی۔

قانون قدرت میں ایسی کئی نظریں ملتی ہیں کہ ہر فرعون را موسیٰ۔"

نبی بخش کے علاوہ دوسرا خاندان جو علاقہ میں سیاسی اثر ورسوخ کا حامل تھا وہ ملک بڈھے خان ذیلدار کا خاندان تھا۔ معراجکے میں مرزائیت اسی خاندان کی وجہ سے پھیلی۔ ملک بڈھے خان کے آٹھ بیٹے تھے جن کے نام یہ ہیں:

(1)............ملک شاہنواز' یہ مرزائیت و قادیانیت پر لعنت بھیج کر مسلمان ہو گیا اور اس کی اولاد بھی مسلمان ہے۔

(2)............ملک محمد نواز' یہ مرزائی تھا لاولد مر گیا۔

(3)............غلام حسین' خود بھی نبوت کے علاوہ تمام دعوے کرتا تھا۔ اس کے دو بیٹے ہیں۔ محمد اسحق' محمد حسین۔ دونوں مرزائی ہیں۔

(4)............غلام احمد' یہ اور اس کے چار بیٹے مرزائی ہیں۔

(5)............شفیع احمد' یہ بھی مرزائی تھا۔ اس کا بیٹا نذیر احمد جو جمعدار کے نام سے معروف تھا 1974ء کے بعد مسلمان ہو گیا اور اس کی ساری اولاد مسلمان ہے۔

(6)............فقیر احمد' یہ خود مسلمان ہو گیا۔ اس کا بیٹا سید احمد جو آرمی سے بطور کیپٹن ریٹائرڈ ہوا

ہے مرزائی ہے اور باقی تمام بیٹے مسلمان ہیں

(7)............وزیر احمد' یہ غالی قسم کا مرزائی اور اس کے دو بیٹے مشتاق احمد ڈاکٹر' اشفاق احمد مرزائی ہیں۔ مشتاق احمد مربی تو نہیں مگر مربی نما ضرور ہے اور اسی کی تبلیغ سے علاوہ سے کئی افراد ارتداد کا راستہ اختیار کر کے مرزائی ہو گئے۔

(8)............محمد حسین' یہ کنونشن مسلم لیگ جو صدر ایوب خان کی پارٹی تھی اس کا سرگرم نمائندہ تھا۔ 1970ء کے الیکشن میں جماعت نے اسے صوبائی ٹکٹ دیا۔ مگر عمر نے قادیانی نبی کی پیشگوئیوں کی طرح وفا نہ کی اور مر گیا۔ یہ غالی قسم کا قادیانی تھا۔ اس کے تینوں بیٹے ملک امان اللہ' ملک حمید اللہ' ملک ظفر احمد' ملک غیاث اللہ بھی قادیانی تھے۔

مولانا محمد اسلم قریشی کیس میں ملک امان اللہ کو گرفتاری کے عمل سے گزرنا پڑا تھا۔ ملک امان اللہ پہلے ضلع کونسل کا ممبر اور پھر پاکستان پیپلز پارٹی کے ٹکٹ پر حلقہ نمبر 110 کا ایم پی اے منتخب ہوا۔

ملک امان اللہ اور اس کے بھائیوں نے قادیانیت و مرزائیت چھوڑ کر اسلام قبول کر لیا۔ تاہم ملک امان اللہ کی شادی اپنے چچا غلام حسین کی بیٹی سے ہوئی تھی اور غلام حسین کی اولاد قادیانی تھی۔ اس وجہ سے بھی مرزائیت کو ایک تحفظ حاصل تھا۔

ملک امان اللہ کا ایک بیٹا ہے۔ ملک حق نواز جو گزشتہ بلدیاتی الیکشن میں ضلع کونسل کا ممبر منتخب ہوا تھا۔ معراجکے میں مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت و رسالت کو فروغ و تحفظ ذیلدار بڈھے خان اور اس کی اولاد کی وجہ سے تھا۔

اللہ رب العزت نے اسی طرح جس طرح موسیٰ علیہ السلام کی پرورش فرعون سے کرائی اور پھر اسی کے ذریعہ سے فرعون کو تباہ و برباد کر دیا۔ ملک حق نواز کا ابتدائی رجحان قادیانی نہ ہونے کے باوجود مرزائیت نواز تھا۔ علاقہ کے مرزائیوں کا اس سے گہرا واسطہ تھا۔ گزشتہ الیکشن میں مرزائیوں نے اس کی بھرپور امداد کی۔ خدا کی قدرت کہ مرزائی جسے اپنا آلہ کار' وفادار اور خیر خواہ سمجھ کر اس کی سیاسی امداد کرتے ہیں وہی شخص ان کی تباہی و بربادی کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

1------ذوالفقار علی بھٹو کا من حیثیت الجماعت ساتھ دیا جو ووٹ اور نوٹ دونوں طرح کا تھا۔ اس نے ان کو پارلیمنٹ میں ذلیل کروایا اور بعد میں انہیں کافر قرار دے دیا۔

2------ جنرل ضیاء الحق ان کو اپنا کہا کہ اس نے وہ آئین ہی معطل کر دیا ہے جس میں ہمیں کافر قرار دیا گیا ہے مگر خدا کی قدرت کی بھٹو کے بنائے ہوئے قانون پر عمل درآمد ضیاء الحق نے کرایا اور انہیں تبلیغ و شعائر اسلام کے استعمال کی صورت میں جیل کی ہوا خوری کا قانون بنا دیا۔

3------ چیف ایگزیکٹو جنرل پرویز مشرف سے امیدیں وابستہ کیں تو اس نے ان دفعات کو P.C.O کا حصہ بنا دیا۔

یہ معراجکے وہی ہے جہاں مولانا اسلم قریشی نے جمعہ پڑھایا اور دوسری مرتبہ معراجکے خطبہ جمعہ کے لئے جاتے ہوئے اغوا کر لئے گئے۔ اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ یہاں پر مرزائیت کی تردید کرنا کس قدر مشکل تھا۔ اس علاقہ میں نصف صدی پہلے امام اہل سنت استاذ المناظرین حضرت مولانا محمد عبدالشکور لکھنویؒ کے شاگرد رشید سلطان المناظرین حضرت مولانا محمد شفیع صاحب نے تردید مرزائیت پر بڑا کام کیا جس کی وجہ سے لوگوں کا ایمان محفوظ رہ گیا۔ اگر مولانا یہ جرات نہ کرتے تو بلاشبہ اس علاقہ میں آج یہ تناسب نہ ہوتا۔

4------ خدا نے ملک حق نواز کو بھی مرزائیت کے خلاف نہ صرف کھڑا کیا بلکہ شعلہ جوالہ بنا دیا۔ نبی بخش مرزائی کی آل اولاد اسے کذاب سمجھ کر دوبارہ قادیانی نبوت سے وابستہ ہو چکی ہے۔ ملک حق نواز کی محنت سے معراجکے میں تردید مرزائیت کی راہ ہموار ہوئی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے سرپرستی فرمائی۔ اب مسلمانوں میں یہ شعور پیدا ہوا کہ مسجد صرف مسلمانوں کی عبادت گاہ کا نام ہے۔ یہ کافر کے پاس نہیں رہ سکتی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مقامی و مرکزی قائدین کی سرپرستی میں مسجد کی واپسی کی تحریک شروع ہوئی۔ مرزائیوں نے 24 اگست 2000ء کو جناب آر' ایم' پسرور کو مسجد کی چابی دے دی۔ اس موقع پر مقامی انتظامیہ کے علاوہ راقم الحروف' مولانا محمد شفیق ڈوگر' مولانا رشید احمد' مبلغ ختم نبوت مولانا محمد عارف ندیم نے مسجد کی واگزاری کی درخواست دی اور علاقہ کی دیگر مسلمانوں کی اکثریت وہاں موجود تھی۔ معراجکے سے ملک سہیل احمد اور حاجی کرامت علی کھوکھر جنہوں نے فوری طور پر مسجد کی صفائی وغیرہ کرائی۔ لاؤڈ سپیکر کا بندوبست کیا اور ربع صدی سے زیادہ عرصہ سے مسلم کی پیشانی کو چومنے کے لئے بے قرار مسجد میں فرزندان توحید نے عشق مصطفیٰ میں ڈوبے ہوئے انداز سے نماز عصر ادا کی اور اس مسجد کا نام مسجد ختم نبوت رکھا گیا۔

رمضان المبارک و قرآن شریف

تحریر: مولانا ابو الکلام آزاد

”شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ھدی للناس وبینات من الھدی والفرقان۔“ مذاہب عالم میں یہ خصوصیت صرف مذہب اسلام کو ہی حاصل ہے کہ جہاں اس کے ایمانی اعتقادات فطرت صحیح و عقل سلیم کے مطابق ہیں وہیں اس کی عملی تعلیمات و عبادات بھی روحانی و علوی سعادتوں کا منبع اور مادی و جسمانی ترقیات کا مخزن و گنجینہ ہیں۔ دین اسلام اگر ایک طرف سلسلہ روحانیت و علویات میں ابدی سعادتوں و اخری نجات و فلاح کا ضامن ہے تو دوسری طرف دنیوی ترقیات و صلاح و فلاح جسمانی کا بھی نگران و محافظ ہے۔

اسلامی عبادات ‘نماز’ روزہ ‘حج’ زکوٰۃ‘ اگر ان کے فلسفہ پر غور کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ ہر ایک میں روحانی معراج و تقرب خداوندی کے ساتھ جسمانی مفاد و بہبود کا کس درجہ لحاظ کیا گیا ہے۔ وہ ایک طرف اگر انسان کے رشتہ عبدیت کو معبود سے جوڑ کر خدا تک پہنچانے کا ذریعہ ہے تو دوسری طرف انسان کے لئے قومی ‘ملکی’ تمدنی و معاشرتی ترقیات کا بھی زینہ ہے۔

ادیان سماوی میں عبادات و طاعات کی تعیین و اجرا کا مقصد ہی یہ ہے کہ انسان دنیوی حیات اور مادی زندگی کے لئے اسباب و ذرائع کے حصول میں سعی ضرور کرے لیکن اس میں اس درجہ منہمک نہ ہو جائے کہ ان کے پیچھے مالک و خالق کو بھول کر رشتہ عبدیت کو ہی قطع کر بیٹھے۔

اسلامی عبادات میں رمضان المبارک اور اس کا روزہ اپنی ان خصوصیات کے لحاظ سے جن کو قدرت نے اس میں ودیعت رکھی ہیں ایک امتیازی شان لئے ہوئے ہے۔

روزہ اس سے پہلی امتوں پر بھی فرض کیا گیا تھا۔ جیسا کہ اناجیل میں حکمی طور پر ابھی تک موجود ہے کہ :

”جب تم روزہ رکھو تو ریاکاروں کی طرح اپنی صورت افسردہ نہ بناؤ۔“

دوسری جگہ لکھا ہے کہ :

”صیحون میں نفیری بجاؤ۔ اور ایک دن روزہ کے لئے مقدس قرار دو۔“

قرآن کریم نے بھی اس حقیقت کو یوں واضح کیا ہے کہ :

” یا ایها الذین آمنو کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون ۰ “

ترجمہ :...... اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جیسا کہ تم سے پہلی امتوں پر کئے گئے تھے۔ تاکہ تم متقی اور پرہیزگار بن جاؤ۔

لیکن چونکہ تمام عبادات واحکام کی تکمیل سب سے آخری اور مکمل دین میں ہونا مقدر تھی اس لئے روزہ کی حقیقی تکمیل اور اس کے ثمرات کا ترتب بھی : ” لعلکم تتقون “ کی صورت میں دین اسلام میں آکر ہوئی۔

”الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا ۰ “

ترجمہ :...... آج کے دن مکمل کر دیا میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو اور پوری کر دی تم پر اپنی نعمتوں کو اور پسند کر لیا میں نے تمہارے لئے دین اسلام کو۔

رمضان المبارک اور اس کے روزہ اگر روحانی تقویٰ وطہارت اور باطنی پاکیزگی ولطافت کا ذریعہ ہیں تو قرآن شریف بھی اپنی مکمل تعلیمات وبینات کے لحاظ سے ان کے حصول کی طرف رہبری کرنے والا اور ایک کامل ہادی ورہبر ہے۔

روزہ کے اسرار حکم اور اس کے روحانی وجسمانی مفاد وبہبود کے بیان کرنے کے لئے تو کئی صفحات چاہئیں۔ لیکن یہاں پر ہم اس ماہ مبارک اور اس کی سب سے بڑی اس خصوصیت کا ذکر کرنا چاہتے

ہیں جس نے اس ماہ مبارک کو باعتبار اس کی خیر و برکت کے تمام مہینوں پر فائق و برتر بنادیا اور وہ نعمت جاودانی و رحمت غیر فانی کلام ربانی قرآن شریف ہے۔ اس لئے نہایت مختصر طور پر رمضان المبارک اور قرآن شریف کے ان فضائل و برکات کو درج کیا جاتا ہے جن کے ذریعہ ایک انسان خدائی تقریب و نزدیکی کے ان اعلیٰ مراتب کو حاصل کر سکے جو خدا تعالیٰ نے رمضان المبارک میں ودیعت فرمائے ہیں۔

آقا دو جہاں رحمت دو عالم حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ:

”جس شخص نے ماہ رمضان میں ایمان کے ساتھ طلب ثواب کے لئے روزہ رکھا اس کے تمام پچھلے گناہ معاف کئے گئے اور جس شخص نے ماہ رمضان میں ایمان کے ساتھ طلب ثواب کے لئے رات کو عبادت کی اس کے تمام پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ اسی طرح جو شخص لیلۃ القدر کی رات میں قیام کرے ایمان کے ساتھ اور طلب ثواب کے لئے اس کے بھی تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔“

اسی طرح حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ:

”تین آدمیوں کی دعا رد نہیں ہوتی۔ نمبر ۱...... روزہ دار کی افطار کے وقت تک۔ نمبر ۲...... عادل بادشاہ کی۔ نمبر ۳...... مظلوم کی دعا۔ جس کو حق تعالیٰ شانہ بادلوں سے اوپر اٹھا لیتے ہیں اور آسمان کے دروازے اس کے لئے کھول دیئے جاتے ہیں اور حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں تیری ضرور مدد کروں گا۔ گو کسی مصلحت سے کچھ دیر ہو جائے۔“

حضور نبی کریم علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ:

”روزہ اور قرآن انسان کے لئے قیامت کے دن شفاعت کریں گے۔ روزہ کہے گا کہ اے میرے پروردگار میں نے اسے دن میں کھانے پینے اور شہوت نفس سے روکا تھا۔ لہذا اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرمالیجئے۔ قرآن کہے کہ اے میرے پروردگار میں نے اسے رات کو سونے سے روکا۔ لہذا اس کے حق میں میری شفاعت کو قبول فرمالیجئے۔ پھر روزہ دار کے حق میں ان دونوں کی سفارش قبول کی جائے گی۔“

حضرت عبادہؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور نبی کریم علیہ السلام نے رمضان المبارک کے قریب ارشاد فرمایا کہ:

”رمضان المبارک کا مہینہ آگیا ہے جو کہ بڑی برکت کا مہینہ ہے۔ حق تعالیٰ شانہ تمہاری طرف متوجہ ہوتے ہیں اور اپنی رحمت خاصہ تم پر نازل فرماتے ہیں۔ تمہاری خطاؤں کو معاف فرماتے ہیں۔ تمہاری دعاؤں کو قبول کرتے ہیں اور تمہارے تنافس کو دیکھتے ہیں۔ پھر حق تعالیٰ شانہ ملائکہ سے فخر کرتے ہیں۔ پس اللہ تبارک وتعالیٰ کو تم اپنی نیکیاں دکھلاؤ۔

فرمایا کہ بدنصیب ہے وہ شخص جو اس ماہ مبارک میں بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کو راضی نہ کر کے اس کی رحمت وبرکت سے محروم رہا۔

حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

”رمضان المبارک کی ہر شب وروز میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاں سے جہنم کے قیدی چھوڑے جاتے ہیں اور ہر مسلمان کے لئے ہر شب روز میں دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔

لیلتہ القدر

عالم تقدیر خاموش نہیں ہے۔ وہ ایک امام ناطق ہے۔ اس نے مجموعی طور پر تمام عالم کی قسمت کا فیصلہ ازل ہی میں کر دیا تھا۔ لیکن اشخاص واقوام کی تقدیر کا فیصلہ ہمیشہ ہوتا رہتا ہے۔

کارکنان قضاؤ قدر بہت سی قوموں کی قسمت کا فیصلہ کر چکی تھی۔ مگر ایک بادیہ نشین قوم پہاڑوں کے دامن میں دبی پڑی تھی۔ انہی پہاڑوں کی غار سے آتشیں شریعت کا ایک شرارہ اڑا اور دفعتہً خرمن جہل وضلالت پر برق خاطف بن کر گرا۔ اس مردہ قوم کی سوئی ہوئی تقدیر نے مدت کے بعد ایک خاص رات میں کروٹ بدلی۔ اس لئے اس رات کو لیلتہ القدر کہا گیا۔ کیونکہ اسی رات میں اسی کے کارنامہ اعمال کو قرآن حکیم کے ذریعہ سے معین ومقدر کر دیا گیا تھا۔

چنانچہ قرآن مجید میں ہے کہ:

”انا انزلناہ فی لیلتہ القدر۔“

ترجمہ:...... ہم نے اس کو لیلتہ القدر میں نازل کیا۔

یہاں فرمایا کہ قرآن کریم لیلتہ القدر میں اتار گیا اور سورۃ بقرہ میں فرمایا کہ رمضان المبارک میں۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ لیلتہ القدر سے رمضان ہی کی رات مراد ہے۔

ارشادباری تعالیٰ ہے کہ :

”تنزل الملئکته والروح فیها باذن ربهم۰“

ترجمہ :...... اس رات میں فرشتے اور روح اپنے رب کے حکم سے اترتی ہیں۔

فرشتے اور روح اس رات میں اترتی ہیں اور بتدریج پورے ایک مہینے تک اترتی رہتی ہیں۔ کیونکہ دنیا کا دامن دفعتہ ان برکات وفضائل کے سمیٹنے کی وسعت نہیں رکھتا۔ لیکن یہ ملائکہ کیا ہیں؟ اور اس روح کی حقیقت کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے خود اسی آیت میں اس حقیقت کو واضح کردیا ہے کہ :

”من کل امرسلام۰“

ترجمہ :...... یعنی وہ ملائکہ اور روح امن اور سلامتی ہیں۔ جو دنیا کو یکسر امنیت وسلامتی کی برکتوں سے معمور کردیتی ہیں۔

یہ سکون' یہ اطمینان کامل' یہ سلامتی' یہ امن عام جو ہم پر آسمان سے اترا صرف عرب کے لئے مخصوص نہ تھا بلکہ وہ مشرق ومغرب دونوں کو محیط ہے۔ ہمارا آفتاب اگرچہ مغرب سے طلوع ہوا تھا جو ہمارا قبلہ ایمان ہے۔ لیکن اس کی شعاؤں نے مشرق کے افق کو بھی روشن کردیا۔ جہاں سے دنیا کا سورج نکلتا ہے اور جہاں سے صبح کا تارا طلوع ہوتا ہے۔ ”ھی حتیٰ مطلع الفجر۰“

وہ امن امان کا پیغام صبح کے طلوع ہونے کی جگہ تک یعنی مشرق تک پہنچ جائے گا۔ دنیا نے اس وعدے کی صداقت کو دیکھ لیا۔ جب خدا کے پاک فرشتے یعنی قرآن نے مشرق ومغرب دونوں کو اپنے پروں کے نیچے چھپالیا۔ قرآن حکیم میں دوسری آیتوں کے ذریعہ اس نکتہ کو حل کردیا۔

چنانچہ ارشاد ہے :

”انانزلناه فی لیلته مبارکته انا کنامنذرین۰ فیها یفرق کل امرحکیم۰ امرمن عندنا انا کنا مرسلین۰ رحمة من ربك۰ انه هوالسمیع العلیم۰“

ترجمہ :...... ہم نے قرآن کو ایک مبارک رات میں اتارا۔ کیونکہ ہم دنیا کو اس کی ضلالت کے نتائج سے ڈرانے والے تھے۔ تمام انتظامات الٰہیہ جو حکمت ومصلحت عالم پر مبنی ہیں اسی رات میں طے پاتے ہیں۔ ازاں جملہ قرآن کا نزول جو اسی رات میں شروع ہوا نیز ہمیں اپنا رسول بھیجنا مقصود تھا۔ جس کا

ظہور اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”عزیز علیه ماعنتم حریص علیکم بالمومنین رئوف الرحیم۰“

روئی کے گالے سے بھی زیادہ نرم و سفید بادل کا ایک ٹکڑا تھا جو آب شیریں کا خزانہ اپنے ساتھ رکھتا تھا۔ اگرچہ ابتدا میں بجلی کی کڑک اس کا مظہر ورود ہوئی یہ اندازِ وعید' یہ قہر و غضب' اس قوم کی شامت اعمال کا نتیجہ تھی۔ ورنہ پیغمبر امی خدا تعالیٰ کی طرف سے صرف بشارت' رحمت اور لطف کرم کا مجسمہ بنا کر بھیجا گیا تھا۔

لیکن خدا کی یہ رحمت صرف عرب کے ساتھ نہ تھی بلکہ اس ابر کرم نے تمام مشرق و مغرب کو جل تھل کر دیا۔ لیلۃ القدر کو تمام راتوں پر صرف اس لئے فضیلت نہیں ہے کہ اس میں عبادت کا ثواب تمام راتوں سے زیادہ ملتا ہے بلکہ اس بنا پر بھی کہ:

اس میں ہمیں ایک کتاب دی گئی اور ہم کو مشرق و مغرب میں اس کی منادی کرنے کا حکم دیا گیا۔ بادشاہوں کی منادی طبل و علم کے ساتھ کی جاتی ہے۔ لیکن خدائے ذوالجلال کی منادی تسبیح، تہلیل و تکبیر کے ساتھ ہونی چاہئے۔

رمضان المبارک کے بعد عید کا حکم اسی لئے دیا گیا ہے تاکہ تہلیل و تکبیر کی مقدس صداؤں میں اسلام کی جاہ و جلال سطوت و قوت اور وسعت و اثر کا ساماں دنیا کو نظر آجائے۔

چنانچہ قرآن حکیم ارشاد ہوتا ہے کہ:

”ولتکبراللہ علیٰ ماہدا کم ولعلکم تشکرون۰“

پھر آہ! تمہاری غفلت کیسی شدید اور تمہاری گمراہی کیسی ماتم انگیز ہے کہ تم لیلۃ القدر کو تو ڈھونڈتے ہو پر اس کو نہیں ڈھونڈتے جو لیلۃ القدر میں آیا۔ اور جس کی ورود سے اس رات کی قدر و منزلت بڑھی۔ اگر تم اسے پالو تو تمہارے لئے ہر رات لیلۃ القدر ہے۔

☆......☆......☆

جماعتی سرگرمیاں

ادارہ

ختم نبوت کانفرنس ڈیرہ اسماعیل خان

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ڈیرہ اسماعیل خان میں جامع مسجد ختم نبوت میں عظیم الشان خاتم الانبیاء کانفرنس زیر صدارت شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم منعقد ہوئی۔ کانفرنس سے مولانا قاری فیاض الرحمٰن، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی، مولانا نورالحق نور اور مولانا عبدالقیوم نعمانی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ این جی اوز کے ذریعے ملک میں قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیاں بڑھتی جارہی ہیں۔ قادیانیوں کے مردہ گھوڑے میں روح پھونکنے اور اس ملک کو قادیانی اسٹیٹ بنانے کی ہر کوشش کا ڈٹ کر مقابلہ کیا جائے گا۔ موجودہ دور میں قادیانیوں کو اہم عہدوں پر تعینات کرنا ملک کی سالمیت کے لئے انتہائی خطرناک ہے۔ انہوں نے کہا کہ سابقہ نگران وزیراعظم معین قریشی نے توہین رسالت میں ترمیم 'مدارس پر پابندی کے حوالہ سے جو بیان دیاوہ مضحکہ خیز اور قادیانیت نوازی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ انہوں نے جنرل مشرف کو خبردار کیا کہ وہ حکومتی اداروں پر این جی اوز کے نمائندوں کو بیٹھا کر پاکستان کے اسلامی تشخص کو ختم کرنے کی کوشش نہ کریں۔

ختم نبوت کانفرنس اٹک

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اٹک کے زیر اہتمام مرکزی جامع مسجد میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانفرنس سے مولانا عبدالغفور حقانی، مولانا اللہ وسایا، صاحبزادہ طارق محمود اور مولانا عبدالرحمٰن ہزاروی نے خطاب کیا۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض مولانا محمد انور شاکر نے سرانجام دیئے۔ کانفرنس مولانا سید منظور حسین شاہ کی سرپرستی میں منعقد ہوئی۔

ختم نبوت کانفرنس مردان

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مردان کے زیر اہتمام کسٹئی مسجد میر افضل خان بازار میں شیخ الحدیث مولانا مطلع الانوار کی زیر صدارت منعقد ہوئی۔ جس میں علماء کرام کے علاوہ ہزاروں کی تعداد میں عوام الناس نے شرکت کی۔ علماء کرام نے اپنے بیانات میں کہا کہ جب بھی مسلمان نے اپنے مذہبی روایات کو چھوڑا اور دوسروں کی روایات کو اپنانے کی کوشش کی تو یہ ان کے لئے رسوئی کا سبب بنی ہے۔ آخر میں مقررین نے پر زور الفاظ میں دیندار انجمن کو غیر مسلم اور مردان سے بے دخل کرنے کی اپیل کی۔

اظہار تعزیت

مولانا قاری سیف اللہ خالد جو گذشتہ ماہ دل کا دورہ پڑنے سے انتقال فرماگئے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون•

مولانا قاری سیف اللہ خالد مری کے ایک زمیندار حاجی سردار نمبردار کے ہاں پیدا ہوئے۔ قرآن مجید مولانا قاری غلام محمد کے ہاں حفظ کیا۔ پھر خیر المدارس ملتان میں داخل ہوئے۔ علامہ محمد شریف کشمیریؒ سے دورہ حدیث کر کے سند فراغت حاصل کی۔ مولانا قاری سیف اللہ خالد مرحوم کا بیعت کا تعلق حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ سے تھا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ بہت زیادہ قلبی تعلق رکھتے تھے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مری کے سرپرست اعلیٰ بھی تھے۔ ان کے انتقال کے بعد ان کے اکلوتے صاحبزادے مولانا قاری طارق صاحب کی راولپنڈی و مری کے تمام علماء کرام نے ہزاروں افراد کی موجودگی میں دستار بندی کی اور انہیں ان کے عظیم والد مرحوم کی جگہ متعین کیا۔ مولانا قاری سیف اللہ خالد مرحوم کو ان کے آبائی گاؤں کا پیاں میں سپرد خاک کیا گیا۔ نماز جنازہ میں ہزاروں افراد شریک ہوئے۔ مولانا مرحوم کے سوگواروں میں آپ کے اکلوتے بیٹے مولانا قاری طارق صاحب' صاحبزادیاں اور بیوہ ہے۔ مجلس کے اکابر واصاغر مولانا مرحوم کے پسماندگان کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے۔ اسی طرح لاہور کے میاں مشتاق احمد کے والد محترم میاں عبدالحق انتقال فرماگئے ہیں۔ قارئین لولاک سے درخواست ہے کہ اس مبارک مہینہ میں اپنی دعاؤں میں مرحومین کو ضرور یاد رکھیں اور ان کے بلندی درجات کی دعا کریں۔

دینی معلومات

مولانا محمد طیب فاروقی

سوال...... حضرت آدم علیہ السلام کا یوم پیدائش کیا ہے؟

جواب...... صحیح مسلم کی روایت میں ہے کہ سورج طلوع ہونے والے دنوں میں سب سے بہتر دن جمعہ کا ہے۔ اسی دن حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اور اسی دن جنت میں داخل کئے گئے اور اسی دن جنت سے نکالے گئے اور اسی دن قیامت آئے گی۔

سوال...... حضرت آدم علیہ السلام جنت میں کتنے سال رہے؟

جواب...... حضرت امام اوزاعیؒ نے حضرت حسان بن عطیہؒ سے نقل کیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام جنت میں سو سال تک مقیم رہے۔

سوال...... جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو: ''اھبطوا منھا جمیعا.'' فرمایا کہ تم سب جنت سے اتر جاؤ تو اس اترنے کا حکم حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ اور کس کس کو ہوا تھا اور کون کہاں کہاں اترا؟

جواب...... یہ حکم حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ حضرت اماں حوا، ابلیس اور سانپ کو بھی تھا اور ان کے اترنے کی جگہ میں اختلاف ہے۔ حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کو ہندوستان مین اتارا گیا۔ حضرت اماں حوا کو جدہ میں۔ ابلیس کو دستمسان میں جو بصرہ سے چند میل فاصلہ پر ہے اور سانپ کو اصبہان میں اتارا گیا۔

سوال...... حضرت آدم علیہ السلام جنت سے کیا کیا چیزیں ساتھ لائے تھے؟

جواب...... حضرت آدم علیہ السلام جنت سے نو چیزیں ساتھ لائے تھے۔ نمبر۱...... حجر اسود۔ جو برف کی سل سے بھی زیادہ چمکدار اور سفید تھا۔ نمبر۲...... جنتی درختوں کی پتیاں یا پھولوں کی پنکھڑیاں۔ نمبر۳......وہ لاٹھی جو جنت کے درخت آس کی تھی۔ نمبر۴...... بیلچہ۔ نمبر۵...... کدال۔ نمبر۶...... کندریا صنوبر۔ نمبر۷...... سنداں۔ نمبر۸...... ہتھوڑا۔ نمبر۹...... سنڈاسی۔

عظمت ختم نبوت

اک یوں بھی عبادت ہوتی ہے ہم یوں بھی عبادت کرتے ہیں
ناموس رسول اکرم ﷺ کی جاں دے کے حفاظت کرتے ہیں

اپنا نہ کوئی سمجھے ان کو دشمن ہیں یہ دین اور ملت کے
یہ ختم نبوت کے منکر، توہین نبوت کرتے ہیں

جینے کا ہمیں کچھ شوق نہیں، مرنے کی ہمیں کچھ فکر نہیں
وہ مر کے بھی زندہ رہتے ہیں جو حق کی حمایت کرتے ہیں

حق پر تو کڑی نگرانی ہو باطل پہ کوئی بھی قید نہیں
افسوس مسلماں ہوکر کیا ارباب حکومت کرتے ہیں

ہم میں جو وطن کا مجرم ہو، سر اس کا جدا تن سے کردو
کچھ خبر لو ان کی جو "ربوے (چناب نگر)" میں خلافت کرتے ہیں

ہم برسر میداں کہتے ہیں، سچ جھوٹ میں حاکم فرق کریں
ہم وہ تو نہیں ہیں، چھپ چھپ کر جو ان کی شکایت کرتے ہیں

سید امین گیلانی

بچوں کا صفحہ

بڑے ضرور پڑھیں

اشتیاق احمد

مرزا کا جواب

ظفر و جہنمی مرزائی نے قائد اعظم کا جنازہ نہیں پڑھا تھا...جب کہ وہ اس وقت پاکستان کا وزیر خارجہ تھا...اور قائد اعظم پاکستان کے پہلے گورنر جنرل تھے...کراچی کے جس گراؤنڈ میں قائد اعظم کی نماز جنازہ پڑھی گئی تھی...وہیں تمام صفوں سے پیچھے ظفر و گھاس پر بیٹھا رہا، ادھر نماز جنازہ ہوتی رہی...کچھ لوگوں نے حیران ہو کر ظفر و سے پوچھا تھا:

"میاں صاحب! آپ نے قائد اعظم کی نماز جنازہ نہیں پڑھی؟"

"نہیں!" ظفر و نے جواب دیا۔

"لیکن کیوں نہیں پڑھی۔"

اس پر اس وقت کے وزیر خارجہ پاکستان نے جواب دیا تھا:

"مجھے مسلمان حکومت کا کافر وزیر خارجہ سمجھ لو...یا کافر حکومت کا مسلمان وزیر خارجہ سمجھ لو۔"

مطلب یہ تھا کہ قائد اعظم چونکہ مرزائی نہیں تھے اور مرزائی کسی غیر مرزائی کا جنازہ نہیں پڑھتے...اس لیے میں نے نہیں پڑھا...اس نے جواب جس انداز میں دیا، ہم اس انداز میں ایک اور جواب چاہتے ہیں...آیئے ذرا ماضی میں چلیں۔

مرزا کا ایک بیٹا فضل اس کو نبی نہیں مانتا تھا...وہ مرزا کی زندگی میں ہی فوت ہو گیا۔ مرزا نے اس کا جنازہ نہیں پڑھا تھا...لہٰذا اس وقت بھی لوگوں نے اس سے پوچھا ہو گا:

"مرزا صاحب! آپ نے اپنے بیٹے کا جنازہ کیوں نہیں پڑھا؟"

سوال یہ ہے کہ مرزا غلام قادیانی نے اس وقت کیا جواب دیا تھا...مرزائی کتب میں شاید اس کا کہیں جواب لکھا نہیں ملے گا...لیکن ہم سوچ تو سکتے ہیں...کہ مرزا نے کیا جواب دیا ہو گا...امید کی جا سکتی ہے...بلکہ یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ مرزا نے یہ جواب دیا تھا:

"جو مجھے اور میری کتابوں کو نہیں مانتا، وہ کنجریوں کی اولاد ہے، اس لیے میں نے اس کا جنازہ نہیں پڑھا۔"

یا پھر اس نے جواب دیا تھا:

اگر مجھے مسلمان سمجھتے ہو تو وہ کافر تھا...اس لیے میں نے جنازہ نہیں پڑھا۔"

اور.........اگر مجھے کافر سمجھتے ہو تو وہ مسلمان تھا...اس لیے میں نے جنازہ نہیں پڑھا۔"

کیا خیال ہے اس بارے میں مرزائیوں کا...چلیے ہم مرزائیوں سے پوچھتے ہیں...مرزا نے اس موقع پر کیا جواب دیا تھا؟

Monthly *Laulak* Multan Regd. No. M-108

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے تعاون کی اپیل!

* عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت دنیا بھر میں قادیانیت کا تعاقب کر رہی ہے۔
* عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت قادیانیوں کو دعوت اسلام کا پیغام پہنچا رہی ہے۔
* عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت عدالتوں میں قادیانی، مسلم مقدمات کی پیروی کر رہی ہے۔
* عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دار المبلغین کے ذریعہ سینکڑوں علماء کو ہر سال قادیانی، بہائی، گوہر شاہی اور یوسف کذاب جیسے گمراہ فرقوں کے مناظرہ کی تربیت دے رہی ہے۔
* عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے مرکزی دفتر میں تالیف و تصنیف کا شعبہ اور عالمی لائبریری کا اہتمام کیا ہے۔
* عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مدارس عربیہ، مبلغین، تبلیغی دفاتر، لٹریچر، ہفت روزہ ختم نبوت، ماہنامہ لولاک کے ذریعہ تبلیغ واشاعت و حفاظت دین کا فریضہ سرانجام دے رہی ہے۔

آپ سے اپیل کی جاتی ہے کہ: زکوٰۃ، صدقات، عطیات سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی بھرپور معاونت فرمائیں۔

نوٹ: مجلس زکوٰۃ وصدقات کی رقوم اپنے زیر انتظام مدارس دینیہ پر صرف کرتی ہے۔ اس لئے رقم دیتے وقت مد کی صراحت فرمائیں۔ امداد مقامی مبلغین کو دے کر رسید حاصل کریں یا براہ راست ذیل کے پتہ پر ارسال کریں۔

امیر مرکزیہ:	نائب امیر مرکزیہ:	مرکزی ناظم اعلیٰ:
حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم	حضرت مولانا سید نفیس شاہ الحسینی صاحب مدظلہ	حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری صاحب مدظلہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان فون نمبر: 514122